رجسٹرڈ ایل ۷

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ

قیمت پیشگی سالانہ عوام سے ۳ خواص اور معاونین سے ۵ ہندوستان سے باہر ۶

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی بہار قادیان بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الامان بینی

جلد ۵	دار الامن والامان قادیان ۲۰ ستمبر ۱۹۰۱ء	نمبر ۳۶

کلمات طیبات
حضرت امام آخر الزمان سلمہ الرحمن

سلسلہ کے لیے دیکھو نمبر ۳۵ جلد ۵

یہ محویت اور فنا اس قسم اور رنگ کی ہے جیسے ماں کو اپنے بچہ کے ساتھ محبت کے رنگ میں ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر تھوڑی دیر تک بچہ ماں کو نہ ملے تو اس کا دل اندر ہی اندر بیٹھا جاتا ہے اور ایک اضطراب اور گھبراہٹ محسوس کرتی ہے اور جوں جوں اس میں توقف اور دیر ہوتی جاتی ہے اسی قدر اس کا اضطراب بڑھتا جاتا ہے اور اسے بیہوش کر دیتا ہے اب یہ اس کی فنا اس کے وجود سے بڑھکر ہے مگر وجودی نے فنا میں ایک وجود قائم کیا ہے"

غرض

ان بزرگوں کے منہ سے جو الفاظ اس قسم کے نکلے ہیں جنکو وجودیوں نے اپنی تائید میں پیش کیا ہے وہ اسی قسم کی محویت اور عشق و محبت کی غلبہ تامہ کا نتیجہ ہیں جسکو ان لوگوں نے اپنی کمی فہم کے باعث کچھ کا کچھ بنا لیا ہے + ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ جب عشق و محبت جوش مارتے ہیں تو اس کے عجیب عجیب اثر ظاہر ہوتے ہیں یہانتک کہ یہ اپنے آپ سے بالکل الگ ہوتا ہے استیلاء محبت میں اپنا وجود دکھائی دیتا ہی نہیں اور یہی سمجھ میں آتا ہے کہ میں کچھ بھی نہیں اسکی مثال ایسی ہے جیسے ایک لوہے کے ٹکڑہ کو آگ میں ڈال دیا جاوے یہاں تک کہ وہ سرخ انگار کی طرح ہو جاوے اسحالت میں ایک دیکھنے والا جو ہے کا ٹکڑا قرار نہیں دے گا بلکہ وہ اس کو آگ ہی کا ایک انگارا سمجھے گا اور وہ بظاہر ہوتا بھی آگ ہی ہے اس سے جلا بھی سکتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں وہ لوہا ہی ہوتا ہے۔

اسی طرح پر

آتش محبت اپنے عجائبات دکھاتی ہے۔ نادان ان عجائبات کو دیکھکر بجائے اس کے کہ ان پر غور کرے اور ان سے کوئی مفید نتیجہ حاصل کرے ایک خیالی اثر اپنے دل پر قائم کر لیتا ہے۔ اور اسی لیے یہ مشکلات ہیں کہ ہر شخص جس مذہب میں اپنی عمر کا ایک حصہ گذارتا ہے وہ اسکو چھوڑنا نہیں چاہتا مگر یہ بڑی بھاری غلطی ہے جہاں اور غلطیوں اور کمزوریوں کا مواخذہ ہوگا وہاں اس کا بھی مواخذہ ضرور ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ نے صاف طور پر فرما دیا ہے۔

لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ

پھر منم خدا والا کیونکر کہہ سکتا ہے کہ مجھے واقعی یقین آگیا ہے وہ اپنے اندر کونسے خواص ربانی اور صفات ربانی محسوس کرتا ہے جو یہ فضول دعوی کر بیٹھتا ہے + جب قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا اور حوائج انسانی کی زنجیروں میں پابند اور جکڑا ہوا ہے پھر اسے کیا حق پہنچتا ہے کہ وہ منم خدا کہے اور کہے کہ ہاں مجھے اپنے خدا ہونے پر یقین ہو گیا ہے اگر وہ ایسا کہے تو دوسرا اسکو دیکھنے والا کہہ سکتا ہے کہ تو کیوں فضول اتنی شیخی مارتا ہے

اپنی عاجزی اور فرومائگی کو دیکھو

قرآن شریف میں خالق اور مخلوق میں صریح امتیاز رکھا ہوا ہے **الحمد للہ** سے قرآن شریف کو شروع کیا گیا ہے اور پھر مرنے کے بعد بھی ایک مرحلہ رکھا ہوا ہے انسان جب خود اپنے حالات اور صفات کو ہی جان نہیں سکتا اور سمجھ نہیں سکتا پھر یہ خدا کیسے بن سکتا ہے۔

اسکے علم کا محدود اور ناقص ہونا ہی اس کے مخلوق اور بندہ ہونے کی دلیل ہے اگر یہ غور کرے۔

غرض

یہ بڑا گند ہے اور لوگ جو اس مسئلہ **وحدت وجود** کو مانتے ہیں بڑے گستاخ اور متکبر ہوتے ہیں اپنی غلطیوں کو نہیں چھوڑتے اور اور غلطیوں کو چھوڑیں کیونکر جب کہ وہ اپنے آپ کو معاذ اللہ **خدا** سمجھتے ہیں + اگر خدا اور بندہ میں فرق کریں تو انکو اپنی غلطیوں کی حقیقت پر اطلاع ملے۔ وہ اپنی طفلانہ خیالات پر خوش ہیں اس لیے قرآن شریف کے حقائق سے ان کو کوئی خبر نہیں ہو سکتی۔ یہ بہت بڑی خرابی ہے اور میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ خرابی کب سے پیدا ہوئی ہے۔ میرے نزدیک سارے **گدی نشینوں** میں کوئی کم ہوگا جس کا یہ مذہب نہ ہو اور انھوں نے بزرگان دین کے ان اقوال کو جو انھوں نے استیلائے محبت اور جوش عشق میں فرمائے تھے فلسفہ بنا دیا ہے اس میں **فنا نظری** اور **وجودی** کے مذہب میں فرق یہ ہے کہ اول الذکر فلسفہ نہیں رکھتا وہ استیلائے عشق رکھتا ہے اور دوسرا فیلسوف بنتا ہے یہ خدا کا دشمن اور منکر ہے اور اسکو خدا سے محبت نہیں کیونکہ

جیسے فلسفی مردہ کو چیر تو سکتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مردہ کو کھا ہی لے اسی طرح پر وحدت وجود کا قائل خدا تو بنتا ہے لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ اسکو خدا سے محبت بھی ہے

جس کسی نے بندر یا کتے کی تشریح دیکھلی ہے اس کے لیے کب لازم آتا ہے کہ اس سے تعلق بھی ہو۔ یہ لیسے ہی مدعی ہیں فیلسوف بنے ہوئے ہیں مگر انھوں نے ثابت نہیں کیا کہ خدا سے ان کا کوئی تعلق بھی ہے۔ اکابر کا وہ طبقہ جنھوں نے آگے قدم بڑھایا ہے وہ مقبول بھی ہوگئے ہیں۔ اسلیے کہ ان پر خدا تعالی کی محبت اور عشق غالب آگیا تھا وہ قرآن شریف پر ایمان لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے دریا میں تیرتے تھے **اسلام** ان کا مذہب تھا اس لیے اُن سے خدا تعالے کے فضل سے وہ کرشمے اور عجائبات ظاہر ہوئے . . . . حقیقت یہی ہے کہ جب بندہ اپنے خالق کے ساتھ محبت وعشق میں ایک شدید تعلق پیدا کرلیتا ہے اسوقت اسے خدا تعالے اپنی صفات سے ایک حظ عطا کرتا ہے۔ کیونکہ خدا نے انسان کو اپنا خلیفہ بنایا ہے۔

غرض یہ غلطیاں تو ان لوگوں کی ہیں جو خدا بنے ہیں اور انھوں نے اسلام کو سخت گزند پہنچایا ہے مخالفوں نے انکے اقوال کو لیکر اسلام پر اعتراض کیے ہیں۔ پھر **دوسرا فتنہ** اُن لوگوں کا ہے جو اپنے آپ کو **موحد** کہتے ہیں انھوں نے الفاظ پرستی کے سوا کچھ حاصل نہیں کیا۔ لاہور میں ایک شخص سے بحث ہوئی عبدالحکیم اُس کا نام تھا * اُس نے صاف کہدیا کہ حضرت عمر بھی **محدث** نہ تھے اور حدیث کے معنے یہ کیے کہ اگر محدث ہوتا تو عمر ہوتا +

یہ ترجمہ کرکے اس نے خدا پر الزام لگایا کہ اس نے اس اُمت کے گویا آنسو پونچھ دیے اور کچھ نہیں مگر میں پوچھتا ہوں کہ انکو اتنی سمجھ نہیں کہ کیا اس کرتوت پر وہ اس امت کو خیر الامم قرار دیتے ہیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک شخص بھی ایسا نہ ہوا جسکو خدا تعالے سے کلام کرنے کا شرف ملا ہو اور جو اسلام کی صداقت کے لیے ایک زندہ نمونہ ٹھہرتا۔ ان لوگوں نے عملی طور پر گویا مان لیا ہے کہ اب نہ کسی کا خدا سے تعلق ہے نہ مکالمہ الہیہ کا شرف کسی کو حاصل ہے دعاؤں کی قبولیت کا کوئی نشان موجود نہیں ہے پھر بنی اسرائیل کی تو عورتوں تک کو بھی خدا سے ہمکلام ہونے کا شرف ملتا تھا۔ کیا

اسلام میں کوئی مرد بنی اسرائیل کی عورتوں جیسا بھی نہیں بنتا؟

اے اسلام کے نادان دوستو! ذرا غور تو کرو کہ اس سے اسلام پر کیا حرف آتا ہے کیا خدا نے اسی واسطے اسلام کو تمھارے لیے پسند کیا تھا اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیا تھا کہ آیندہ قیامت تک کوئی نشان انکی صداقت پر قائم نہ ہوتا اور زندگی کے نشان مٹائے جاتے مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے جب ان لوگوں کے عقائد پر نظر کرتا ہوں ان میں بجز الفاظ کے اور کچھ نظر نہیں آتا اور جو کچھ انھوں نے مان رکھا ہے

نوٹ

* جب اس مولوی عبدالحکیم سے فروری سنہ ۱۹۰۲ء میں بمقام لاہور حضرت اقدس امام علیہ السلام کی بحث ہوئی تھی تو بفضلہ تعالی خاکسار ایڈیٹر الحکم بھی اس بحث کے موقعہ پر شامل تھا یہ شخص آخر مباحثہ کے پرچے لیکر چلدیا اور پھر پیچیائی سے سنہ ۱۹۰۶ء میں بمقام قادیان آیا ہر چند اسکو سمجھایا گیا مگر راہ پر نہ آیا اور بیہودہ بکواس کرنے لگا جب اسکو لاہور والا مباحثہ یاد دلایا اور اُن کاغذات کو لے کر بھاگ جانے کا الزام اُسکو دیا گیا تو پھر وعدہ کیا کہ میں اب وہ کاغذ طبع ہونیکی

بقیہ نوٹ

واسطے بھیجدوں گا ایک مہینہ کے اندر اندر ایڈیٹر الحکم کے پاس کاغذ مباحثہ پہونچ جائیں گے۔ اگر نہ بھیجوں تو مجھ کو کاذب سمجھا جاوے مگر ایک مہینہ چھوڑ ایک سال ختم ہونے کو آیا۔ آجتک اس نے وہ کاغذ نہ بھیجے۔ کاش اگر وہ کمبخت وہ پرچے بھیجدیتا تو حضرت اقدس کی تقریر کو شائع کرسکتے۔ بہر حال یہ اس عبدالحکیم کا ذکر ہے۔ ایڈیٹر۔

اس سے مخالفوں کو بڑے بڑے اعتراض کرنے کا موقع ملا ہے چنانچہ مسیح کے متعلق ہی جو کچھ ان کے عقائد ہیں وہ پوشیدہ نہیں یہ لوگ مانتے ہیں کہ مسیح مردے زندہ کرتا تھا اور چڑیاں بھی بنایا کرتا تھا اور آج تک وہ آسمان پر بغیر کسی قسم کے زمانہ کے اثر ہونے کے بیٹھا ہوا ہے تو بتاؤ کہ اس کے خدا بنانے میں انھوں نے کیا باقی رکھا۔ میں نے ایک موحد سے پوچھا کہ تم جو کہتے ہو کہ مسیح نے بھی کچھ جانور بنائے تھے اور وہ خدا کے بنائے ہوئے پرندوں میں مل جل گئے اب ہمیں کیونکر معلوم ہو کہ یہ جانور مسیح کا بنایا ہوا ہے اس نے کہا کہ کچھ گڑ بڑ ہو گئی ہے غرض اس قسم کے ان لوگوں کے عقائد ہیں ہاں چالاکی اسے آئمہ اربعہ کو برا کہہ دیتے ہیں۔ مثلاً ایک امام کی بابت وہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ بڑے مالدار تھے اور زکوٰۃ نہیں دیتے تھے آخر سال پر سارا مال بیوی کو دیدیتے تھے اور پھر اپنی طرف منتقل کر لیتے تھے اس طرح پر گویا اسکو زکوٰۃ کے اثر سے بچا لیتے تھے اس قسم کے بہت سے افترا کرتے ہیں۔ انھوں نے بجز خشک لفظی کے اور کوئی فائدہ اسلام کو نہیں پہونچایا اپنے طریق عمل سے اسلام کو مردہ مذہب ثابت کرنا چاہا ہے جبکہ یہ کہدیا کہ اب کوئی ایسا مرد نہیں ہے جسکے ساتھ زندہ نشانات اسلام کی تائید میں ہوں۔

افسوس ان لوگوں کی عقلوں کو کیا ہو گیا یہ کیوں نہیں سمجھتے کیا قرآن میں جو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کہا گیا تھا۔ یونہی ایک بے معنی اور بے مطلب بات تھی۔ اور نرا ایک قصہ ہی قصہ ہے؟ کیا وہ انعام کچھ نہ تھا خدا نے نرا دھوکا ہی دیا ہے؟ اور وہ اپنے سچے طالبوں اور عاشقوں کو بدنصیب ہی رکھنا چاہتا ہے؟ کسقدر ظلم ہے اگر یہ خدا کی نسبت قرار دیا جاوے کہ وہ نری لفظی ہی سے کام لیتا ہے۔

حقیقت یہ نہیں ہے یہ ان لوگوں کی اپنی خیالی باتیں ہیں قرآن شریف درحقیقت انسان کو ان مراتب اعلیٰ مدارج پر پہنچانا چاہتا ہے جو **انعمت علیھم** کے مصداق لوگوں کو دیے گئے تھے اور کوئی زمانہ ایسا نہیں ہوتا جب کہ خدا تعالیٰ کے کلام کے **زندہ ثبوت** موجود نہوں۔ ہمارا یہ مذہب ہرگز نہیں ہے کہ آریوں کی طرح کوئی خدا کا پریمی اور بھگت کتنی ہی دعائیں کرے اور رو رو کر اپنی جان کھوئے اور اس کا کوئی نتیجہ نہ ہو **اسلام خشک مذہب نہیں ہے**۔ اسلام ہمیشہ ایک زندہ مذہب ہے اور اس کے نشانات اس کے ساتھ ہیں پیچھے رہے ہوئے نہیں ہیں۔ غرض یہ بھی ایک بدنصیب گروہ ہے یہ لوگ اپنا اصل مذہب نہیں بتاتے ہیں انکی خبر مشکل سے ہوتی ہے۔

رہے **حنفی** ان میں بدقسمتی سے اقوال مردودہ اور بدعات نے دخل پایا ہے حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تو اعلیٰ درجہ کے متقی تھے مگر ان کے پیرو ومیں جب روحانیت نہ رہی تو انھوں نے اور بدعتوں کو داخل کر لیا۔ اور تقلید میں انھوں نے یہانتک غلو کیا کہ ان لوگوں کے اقوال کو جنکی عصمت کا قرآن دعویٰ نہیں کرتا رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر بھی فضیلت دیدی اور اپنے اغراض اور مقاصد کو مدنظر رکھکر امام صاحب کے اقوال کی جس طرح چاہا تاویل کر لی۔

لودھیانہ میں میں ایک دفعہ تھا تو نوابوں کے خاندان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور باتوں ہی باتوں میں انھوں نے کہا کہ میں پکا حنفی ہوں اور یہ بھی کہا کہ میرے چچا صاحب کو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے بڑی حسن عقیدت تھی یہاں تک کہ جب انھوں نے مالا بدہ منہ میں امام صاحب کا یہ قول دیکھا کہ صرف جو اور انگور اور دو اور یعنی چار قسم کی شراب حرام ہے تو انھوں نے ولایت کی شرابیں منگوا کر اسی ہزار روپیہ کی شراب پی تا کہ امام صاحب کی سچی پیروی ہو جاوے

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

غرض اس قسم کی تاویلیں کر لیتے ہیں عام طور پر شکایت کی جاتی ہے کہ جس قسم کا فتویٰ کوئی چاہے ان سے لے لے۔

حلالہ کا مسئلہ بھی انھوں نے ہی نکالا ہے کہ اگر کوئی عورت کو طلاق دیدے تو پھر جائز طور پر رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کسی دوسرے سے نکاح کرے اور وہ پھر اسکو طلاق دے حالانکہ قرآن شریف میں کہیں اس کا پتہ نہیں ملتا اور احادیث میں حلالہ کرنے والے پر لعنت آئی ہے۔

پھر ایک اور **فرقہ شافعی مذہب** والوں کا ہے وہ تو وحشیوں کی سی زندگی بسر کرتے ہیں ان کے ہاں ایک مقولہ ہے

شافعی سب کچھ معاف

یعنی نہ حلت و حرمت کی ضرورت ہے نہ کچھ اور چنانچہ ہمارے ملک میں خانہ بدوش لوگ جو پھیرا کرتے ہیں یہ اپنے آپ کو شافعی کہتے ہیں ان کے اطوار اور چال چلن کو دیکھلو۔

امرتسر میں ایک موحد رنڈی کی مسجد میں نماز پڑھایا کرتا تھا اس نے میرے پاس ذکر کیا کہ وہ ایک مرتبہ بمبئی چلا گیا اور اتفاق سے شافعیوں کی مسجد میں چلا گیا صبح کی نماز کا وقت تھا اس سے جب دریافت کیا تو اس نے کہدیا کہ میں شافعی ہوں اور جب انھوں نے اسکو نماز کے لیے امام بنایا اور اس نے شافعی مذہب کے موافق صبح کی نماز میں قنوت نہ پڑھی تو وہ لوگ بڑے ہی برافروختہ ہوے۔ آخر بمشکل وہاں سے بچکر نکلا۔

الغرض

مذہب اسلام میں اندرونی طور پر اپنے ایسے بہت سے فساد اور فتنے ہیں جنکی اصلاح کی ضرورت ہے

اور

بیرونی فسادوں کو آدمی دیکھے تو اور بھی حیران ہو جاتا ہے ایک پادریوں کے ہی فتنہ کو دیکھو تو گھبرا جاؤ۔

مختصر یہ کہ ان سارے فسادوں کا اجتماع بالبداہت بتا رہا ہے کہ اسوقت ایک آسمانی سلسلہ کی ضرورت ہے اور اگر خدا اسوقت کوئی سلسلہ قائم نہ کرتا تو پھر خدا پر اعتراض ہوتا۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس نے وقت پر ہماری دستگیری کی اور اس سلسلہ

مکتوب

حضرت امام آخر الزمان علیہ السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

مجبی مکرمی اخویم سید مہدی حسن صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آنمحب کے گیارہ روپے مرسلہ پہونچے مینے اپنے لنگرخانہ کے لیے اس روپے کا آٹا لیکر اس طرح سے آپ کو اس کا ثواب پہونچایا کیونکہ جو ایک گروہ محتاجوں عزیزوں حق کے طالبوں اور یتیموں اور بیوہ عورتوں کا اس لنگرخانہ سے تعلق رکھتا ہے اور روٹی کے محتاج ہیں اُن کی خبرگیری مقدم ہے۔ یہ آپ کی صدق دلی اور محبت اور اخلاص اور خدا ترسی کا تقاضا تھا جو اپنے ثواب کے موقعوں پر آپکو توجہ دلاتا ہے۔ ملاقات کے بعد جس فراست نے آپ کی نسبت رائے لگانے کا مجھے موقعہ دیا ہے وہی فراست مجھے مجبور کرتی ہے کہ میں آپ کو جہاں تک مجھ سے ہو سکتا ہے ان امور سے اطلاع دوں جن کے لیے میں مامور ہوں اور دنیا ان کو نہیں پہچانتی کیونکہ مینے خداداد فراست سے سعادت کے نقوش آپ کے چہرہ پر مطالعہ کیے ہیں اور میرا خیال ہے کہ آپ دینی معارف اور باریک باتوں کو بہت جلد سمجھ سکتے ہیں اور پھر اُن کی اشاعت کے لیے سعی اور کوشش کر سکتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے پاک دین کی اشاعت کے لیے ایک ارادہ فرمایا ہے جو نہایت عمیق حکمت پر مبنی ہے اور وہ یہ کہ دکھایا جائے کہ یہ دین ایسا پاک اور کامل دین ہے کہ نہ تو خدا کے حقوق بیان کرنے میں کوئی کوتاہی اور نقصان اس میں پایا جاتا ہے اور نہ بنی نوع کے حقوق قرار دینے میں کوئی کسر اس میں ثابت ہوتی ہے۔ اور نہ اس دین کے منجانب اللہ ہونے میں کسی شبہ کی جگہ ہے خدا کے حقوق اگر پورے طور پر محفوظ کیے جائیں تو اسکا نتیجہ توحید اور اطاعت اور خدا کو سب پر مقدم کر لینا ہے اور بنی نوع کے حقوق کی اگر پورے طور پر رعایت کی جائے تو اس کا نتیجہ انصاف اور احسان اور رحم اور طبعی ہمدردی ہے جس میں کوئی بناوٹ نہ ہو۔ اب ہماری قوم کا یہ حال ہے کہ ان ہر دو قسم کے حقوق کو پامال کر رہے ہیں اور دین اسلام کو بجائے اللہ سمجھنا بھی محض عادت اور رسم کے طور پر ہے امیروں اور دولتمندوں کو دنیا کے خرخشوں سے فرصت نہیں جبتک قبر میں داخل نہ ہو جائیں گویا اُن کے نزدیک خدا کا نام لینا بھی خلاف تہذیب ہے اور جو کو ادنی درجہ کے ہیں اُن کی ہمتیں نہایت پست ہیں۔ اور دنیا اور دین دونوں کھو بیٹھے ہیں۔ اور اکثر علما کی حالتیں بھی قابل شرم ہیں اور میں دن رات اس درد میں ہوں کہ کوئی مرد حقیقت کو سمجھے اور پھر دل و جان سے میرے ساتھ ہو اور چونکہ مینے آپکو دیکھا اور مجھے آپ کی صورت دیکھکر آپ پر نیک ظن پیدا ہوا اس لیے یہ میری خواہش ہے کہ جس طرح ہو سکے آپ اپنی زندگی کے دنوں میں سے کم سے کم دو ماہ تک میرے پاس رہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ اس روشنی کو اپنے جوہر قابل کی قوت سے بہت جلد دیکھ لیں گے اور پھر جوانمردی کے ساتھ اس آسمانی فلسفہ کو دنیا میں پھیلائیں گے بہت باتیں ہیں جو تحریر میں نہیں آسکتیں میں انصار کا محتاج ہوں اور ہر ایک وقت میری روح میں سے مَنْ اَنْصَارِيْ اِلَى اللّٰهِ کی آواز نکل رہی ہے کیا تعجب کہ خدا آپکو میرے انصار میں سے بنا دے میری روح آپ کی نسبت انکار نہیں کرتی مقدمہ کے بگڑنے کی اطلاع ہوئی دعا بھی ایک ایسی چیز ہے کہ قدیم سے لوگ اس میں مختلف رائیں رکھتے رہے ہیں بعض قطعاً دعا کی تاثیرات سے منکر ہیں اور بعض ایسا سمجھتے ہیں کہ مقبولان الٰہی کی علامت یہ ہے کہ جو دعا اُن کے مُنہ سے نکلی وہ فی الفور منظور ہو جائے مگر یہ دونوں گروہ غلطی پر ہیں اصل بات یہ ہے کہ دعا میں بڑی بڑی تاثیریں ہیں لیکن اسوقت کہ دعا کنندہ کو وقت ملا اور کامل درد پیدا ہوا اور عقد ہمت میسر آجائے اور یہ تو ہر ایک وقت عطا نہیں ہوتا

والسلام

ایضاً

مجبی مکرمی اخویم سید صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہونچا میرے امر میں جس قدر آنمحب کو تردد اور کشاکش در پیش ہے وہ بھی نیک فطرت اور سعادت منشی کی علامت ہے کیونکہ مومن جو انمرد کو قبل اسکے جو کسی امر میں کوئی فیصلہ کرے اپنے ہی مختلف خیالات سے ایک لڑائی کرنی پڑتی ہے مگر چونکہ اس کا سب کام نیک نیتی سے ہوتا ہے اسلیئے اس لڑائی میں خدا تعالیٰ خود اسکو مدد دیتا ہے تب وہ خدا تعالیٰ سے قوت پاکر اور ایک آسمانی روشنی حاصل کرکے ایک صحیح صحیح فیصلہ کر لیتا ہے لیکن یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے انسان جسطرح رحم مادر میں تاریکی میں پرورش پاتا رہتا ہے اور جب تک اسکی پوری بناوٹ رحم میں نہ ہو جائے تب تک اس تاریکی سے نہیں نکلتا یہی سنت اللہ روحانی پرورش میں بھی ہے انسان روحانی طور پر خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے قدیم قانون کے موافق کچھ کچھ بنتا جاتا ہے مگر تاریکی ہی ساتھ ہوتی ہے اور کبھی کبھی وہ بچیں کرتی ہے اور ایک حرکت پیدا ہوتی ہے جسطرح رحم میں چار مہینے کے بعد بچہ میں حرکت پیدا ہوتی ہے آخر اپنی خلقت کو پورا کرکے ان تین ظلمانی حجابوں میں سے باہر نکل آتا ہے۔ ظلمات کے دن بھی ضروری ہیں جبتک کہ بناوٹ پوری ہو جاوے۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس عاجز کا یہ دعویٰ اور یہ کاروبار اس غرض سے نہیں ہے کہ مجھے ایک بت کی طرح پوجا جائے یا میری ذاتی اغراض کے لیئے کوئی مجمع اور کوئی گروہ میرا تابع ہو جائے بلکہ آسمانوں کے ذوالجبروت خدا نے محض اپنے جلال اور توحید ظاہر کرنے کے لیے اور لوگوں کی اعتقادی اور عملی حالتوں کو درست کرنے کے لیے یہ سلسلہ قائم کیا ہے ہاں قدرتی طور پر مجھکو اس کام کے لیے

واسطہ بنایا گیا ہے تا جہاں تک میرے قویٰ سے ہو سکتا ہے میں اس خدمت کو بجا لاؤں۔ مجھے اس کام میں کسی فتح یا شکست سے کام نہیں ہے میں ایک بندہ عبودیت شعار ہوں مجھے یہ جوش بخشا گیا ہے کہ میں خدا کی توحید اور جلال ظاہر کرنے کے لیے کوشش کروں۔ اگر تمام دنیا میرے مخالف ہو جائے تو میں اس سے اپنی ہمت اور استقلال کو سست نہیں کروں گا اور اگر تمام دنیا میرے ساتھ ہو جائے تو میں اس پر بھروسا نہیں کروں گا۔ بیشک میں اس کام کے لیے انصار کا محتاج ہوں مگر کوئی میرا یار آ نہیں سکتا جب تک میرا خدا اسکو اس طرف روانہ کرے۔ تفتیش اور تحقیق کرنا عقلمند کا حق ہے اور ایسا ہی اس کو کرنا چاہیے کاش اس نیک سیرت اور پاک ارادہ کے سب لوگ ہو جائیں۔ آمین۔ اور مجھے اس نیک ظن کی کشش سے جو آپ کی نسبت پیدا ہو گیا ہے بار بار یہ خیال دل میں آتا ہے کہ آپ اگر ایک مختصر بلکہ نہایت مختصر حصہ اپنی زندگی اور اپنے اوقات کا مثلاً دو مہینے تک میری صحبت میں آکر خرچ کریں امید ہے کہ وہ اس ضروری سفر طے کرنے کے لیے آپ کی مستعد طبیعت کو ایک پُر زور انجن کا کام دے گا بیشک آپ ایک عجیب خاصیت اپنے اندر رکھتے ہیں کہ باوجود صدہا طور کی دنیوی روکوں کے پھر بھی آپکی روح زور کر کے روحانیت کی تلاش میں لگ جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ آپ کو اس ارادہ میں کامیاب کرے۔ آمین اگر آپ اسجگہ تشریف لاویں تو دعا کے لیے بھی خوب موقع ہو گا۔ ہر ایک چیز کے لیے ایک قانون ہے ایسا ہی دعا کے لیے بھی۔ والسّلام

بقیہ مضمون

آداب الرّسول

سلسلہ کیلیے دیکھو نمبر ۳۵ جلد ۵

الغرض وحدت کے پیدا کرنے کے واسطے ضروری امر ہے کہ ایک روحانی لیڈر کے اتباع میں فنا ہو جائیں۔ اب میں اصل مطلب کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ ان آیات میں آداب الرسول کو مولیٰ کریم نے بیان فرمایا ہے۔

پہلی بات

یہ بتائی کہ اللہ اور رسول کے آگے سبقت نہ کرو چونکہ رسول صفات الٰہیہ کا مظہر ہوتا ہے اسلیے عام طور پر اللہ اور رسول کہکر دوسری آیت میں صرف **فوق صوت النبی** کہنا صاف طور پر اس عقدہ کو حل کر رہا ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے حضور بڑھ بڑھ کر باتیں کرنا اور اس کی آواز کو اپنی آواز میں دبا لینا اور سبقت کرنا اپنی عقل و دانش پر ناز کرنا اور اترانا دراصل خدا تعالےٰ ہی کے حضور سمجھی جاتی ہے کیونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو بجائے خود **ما ینطق عن الھوی** کا مصداق ہے۔ پھر تمہاری ٹھوکریں کھانے والی عقل اور تمہاری دانشمندی معاملہ فہمی اور دقیقہ رسی اس انسان کے حضور کیا حقیقت رکھ سکتی ہے جو

فانہ ینظر بنور اللہ

کا سچا مصداق ہے

اسلیے

مومن کو بڑا تیز بین اور مستعد ہونا چاہیے کہ وہ عصیان اور طغیان سے بچے اور شیطان کے حملوں سے اپنے آپ کو محفوظ کرنے کے لیے دعاؤں میں لگا رہے کیونکہ بہت سے فروج ہیں جن کی راہ سے شیطان اندر داخل ہوتا ہے اور وہ پیر برص کے داغ کی طرح وہ ایک داغ چھوڑ دیتا ہے جو رفتہ رفتہ روح کو مجذوم بنا دیتا ہے

پس

جب تک آداب الرسول کو مد نظر نہ رکھو گے ممکن نہیں کہ اس کے حضور جھککر کوئی فائدہ اٹھا سکو

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا معمول یہ تھا کہ جب ان سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کچھ دریافت فرماتے تو اگر انھیں اس کا علم بھی ہوتا تب بھی ان کا جواب یہی ہوتا کہ

اللہ و رسولہ اعلم

کسقدر ادب اور رعایت مراتب انکو ملحوظ تھی صحابہ کی سیرت کے پڑھنے والوں سے یہ امر مخفی نہیں ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمثیل کے پیرایہ میں ایک بات بیان فرمائی اور پھر پوچھا کہ جانتے ہو وہ کیا ہے؟ ابن عباس رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے سمجھ تو لیا کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی مراد اس سے کھجور کا درخت ہے لیکن میں پاس ادب سے نہ بول سکا اور میں نے خیال کیا کہ پوچھنے والا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے اس کے حضور میرے علم کی حقیقت ہی کیا ہے۔

تو

آداب الرسول میں سے پہلی اور ضروری بات تو یہ ہے کہ اس کے حضور سبقت نہ کی جاوے بلکہ اپنے علوم و دانش کو بالکل معدوم سمجھ لیا جاوے۔ اور

دوسری بات

جو اس دوسری آیت میں بیان ہوئی ہے یہ ہے **صوت النبی** پر اپنی صوت کو بلند کرنے سے روکا ہے۔ علیم خدا اپنے پاک کلام کے منشاء و مدعا سے خوب واقف ہے مگر عام طور پر اس کا منشا مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم آنیوالے واقعات کے متعلق بطور پیشگوئی کسی امر کا تذکرہ کریں تو اسوقت سچے مومن کو نہیں چاہیے کہ وہ چون و چرا کرے چنانچہ جب ہم صحابہ کی سیرت کو پڑھتے ہیں تو یہ راز بھی ہمپر کھل جاتا ہے کہ صحابہ کرام کا پیشگوئیوں کے متعلق یہ طرز عمل تھا کہ وہ ان پر اجمالی طور پر ایمان لاتے تھے کہ وہ منجانب اللہ ہیں اور ضرور یہ پوری ہونگی لیکن جب اپنے وقت پر وہ پوری ہوتی تھیں خواہ وہ کسی زنگ میں ہوں تو بڑھ کر تصدیق کرنے والے ہوتے۔ جو لوگ قرآن کریم کی ترتیب اور اس کے الفاظ پر غور کر کے لذت اور حظ اٹھانے کے عادی ہیں ان کو

میں ان کو اس مقام پر توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ پہلے اللہ تعالیٰ نے جب تقدموا علی الرسول کا ذکر آیا تو الرسول کہا اور جب ترفعوا اصوات کا ذکر آیا تو النبی فرمایا النبی کے لفظ سے مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئیوں کے متعلق ہے۔

یہ ضروری آداب ہیں جنکا لحاظ رکھنا ہر مومن کو ضروری ہے۔

اول الذکر کی رعایت سے انسان متقی بنتا ہے اور اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ صفات سمیع اور علیم قبولیت دعا کے اثر کو اپنے اندر رکھتی ہیں جیساکہ قرآن شریف کے دوسرے مقامات پر غور کرنے سے پتہ لگتا ہے چنانچہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

اور یہ بھی قرآن شریف ہی سے ثابت ہوتا ہے کہ قبولیت دعا کے لیے متقی ہونا بھی ایک ضروری امر ہے چنانچہ فرمایا

انما يتقبل الله من المتقين

الغرض آداب اول کی رعایت متقی بناتی ہے اور قبولیت دعا کا باعث بنتی ہے۔ اور دوسرے امر کی رعایت اعمال کو حبط ہونے سے بچاتی ہے جو عدم نگہداشت اور عدم رعایت کی حالت میں ایسے طور پر حبط ہوجاتے ہیں کہ پتہ بھی نہیں لگتا ہے۔

ان آداب اور ان کے نتائج کے بیان کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ان الذين يغضون اصواتهم الآية

یعنی جو لوگ الرسول کے حضور اپنی آوازوں کو دھیما کرتے ہیں اُن کے دل تقویٰ کے معیار پر کامل العیار ثابت ہوئے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم رکھا ہے قرآن شریف کی علت غائی خدا نے هدى للمتقين بیان کی ہے اور ان متقیوں کا انجام اولٰئك هم المفلحون بتایا ہے

پس

جو لوگ تقویٰ کی کسوٹی پر کھرے ثابت ہوں وہ اگر مغفرت اور اجر عظیم کے وارث نہ ہوں تو اور کون ہو اس آیت میں یغضون کا لفظ آیا ہے اور قرآن شریف کے دوسرے مقام پر بھی یہ لفظ آیا ہے

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم ويحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم

یعنی مومنوں کو کہدو کہ آنکھیں نیچی کرکے چلا کریں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں یعنی کسی کی بات کان لگاکر مت سنیں جو وہ مخفی رکھنا چاہتا ہے یا بُرے قصے اور شہوت انگیز باتیں نہ سنو نامحرموں کے تذکرے نہ سنو اور کسی کی طرف بدنظری سے۔ دیکھو فروجهم کا لفظ بتاتا ہے کہ شیطان کے جتنے مدخل یعنی سوراخ ہیں سب کی نگہبانی کرو۔ اس میں ان کے لیے تزکیہ نفس کی ایک راہ ہے اور یہ ان کے لیے بہتر ہے غرض يغضون اصواتهم کی تفسیر اس آیت سے کرو۔ میں اب آپ کو قرآن شریف کے ایک اور مقام کی طرف لے جاتا ہوں جہاں فرمایا

قد افلح من زكّٰها

مظفر و منصور ہونے والا وہی ہے جس نے تزکیہ نفس کیا۔ اور تزکیہ نفس کی سبیل اس کے اوپر والی آیت میں بتا دی ہے اور عرب کی تاریخ اس کے لیے زندہ ثبوت ہے۔

غرض

آداب الرسول کی نگہداشت کے یہ ثمرات اور نتائج ہیں جو میں نے بیان کیے ہیں اگر مجھے بات دراز ہونے کا فکر نہ ہوتا تو میں آپکو اور بہت سی باتیں سُناتا مگر اب میں اسکو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

دوستو! خدا کے فضل سے تم نے وہ زمانہ پایا ہے کہ خدا کا

مامور و برگزیدہ

تم میں ہے تم جو اس کی مجلس میں بیٹھنے اور اُس سے تعلق رکھنے ہو ان آیات کو پڑھو اور ان پر عمل کرو کیونکہ یہ مغفرۃ اور اجر عظیم کی راہ بتاتے ہیں اور اعمال کو حبط ہونے سے بچاتی ہیں۔

خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو جو امام سے تعلق رکھتے ہیں توفیق دے کہ وہ ان آداب کی پوری رعایت کریں اور پھر اس رعایت کے شیریں ثمرات سے حظ اُٹھائیں واخر

دعوانا ان الحمد

لله رب

العلمين

بڑے بول کا سر نیچا

جناب شیخ صاحب دام اشفاقکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مہربانی کرکے ذیل کی چند سطور کو اپنے اخبار کے کسی گوشہ میں جگہ دیکر ممنون فرمائیے

۸ ستمبر سنہ ۱۹۰۱ء کے اخبار چودھویں صدی راولپنڈی میں ا۔ د صاحب گجراتی کا ایک مضمون دیکھا جسکی سُرخی ہے "مرنج و مرنجاں پر میاں عبدالکریم صاحب قادیانی کی غلط فہمی" اخبار کے صفحہ ۱۰ پر صاحب ممدوح حضرت اقدس مسیح موعود کی بیان کردہ روایت متعلق جناب امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کے غلام کے گرم آش گرا دینے اور پھر اس کے آیۂ والكاظمين الغيظ یاد دلانے پر امام علیہ السلام کے آزاد کر دینے کو اپنے دعوے مرنج و مرنجاں کی تائید میں لاکر مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ :۔ "اس آیۂ کریمہ کے زیر بیان خود آپ کے مرزا صاحب نے اخبار الحکم مطبوعہ ۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۱ میں رئیس الصالحین حضرت امام حسین کا عمل اور غلام کو آزاد کرنا معہ مفصل قصے کے تحریر کر دیا ہے گو کہ اُس نے ایک بھاری اور موٹی غلطی کر کے اپنی سلطان القلمی کا بیّن ثبوت دیا ہے کہ امام حسن کی جگہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اسم مبارک لکھدیا ہے۔ کاش اگر اُسکو زیادہ استعداد نہ تھی تو ملا حسین واعظ کاشفی کی اخلاق محسنی ہی دیکھ لیتا جو سکولوں میں بھی مروج ہے کیا ایسی قسم کے بوجھ بوجھکڑ بھی پہلے بھی سلطان القلم ہوتے رہے ہیں واقعی حیا ایک عمدہ چیز ہے" معلوم ہوتا ہے کہ ا۔ د۔ صاحب کو بحیثیت معلم سکول ہونے کے اخلاق محسنی کے درس و تدریس کا اکثر شغل رہتا ہے اور کثرت مطالعہ سے اُنکو اول سے آخر تک حفظ ہوگئی ہے۔ یہی باعث ہے کہ

آپ نے اس تعلی اور شیخی سے حضرت مسیح موعود کی علمیت اور سلطان القلم ہونے پر تمسخر کیا ہے - لیکن حضرات ناظرین! معاملہ برعکس ہے - ا - د - صاحب کی ہمہ دانی کی قلعی کھل گئی ہے چنانچہ عبارت اخلاق محسنی کے علاوہ دیگر ذرائع سے بھی اس روایت کی صحت مطابق فرمودہ حضرت مسیح موعود ثابت کرکے دکھا دیگا اور انشاء اللہ تعالیٰ ا - د - صاحب کو اپنے الفاظ اُلٹے اپنی ذات پر عائد کرنے پڑیں گے - دراصل بات کچھ بھی نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ اپنے مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمودہ الحق مع آل محمد کے مطابق مسیح موعود کے دشمن کے ایک سخت کینہ ور کو ایک معمولی بات میں شرمندہ کرے - تاکہ آیندہ اُسکو اور اُس کے دیگر ہمنواؤں کیلیے ایک عبرت ہو اور اُس کے پیارے مسیح کی جماعت کو ترقی ایمان کی ہدایت ہو - اللّٰھم زد فزد +

اب ہم احباب کی تسلی اور مسرت کے واسطے اخلاق محسنی اور تفسیر حسینی کی پوری عبارات نقل کر دیتے ہیں - اور مجھکو خوب یاد ہے کہ یہ روایت ملا حسین واعظ کاشفی روضۃ الشہدا میں بھی لائے ہیں -

اور اسی مؤخر الذکر کتاب کے مطالعہ نے مجھکو ا د صاحب کی ہمہ دانی اور دروغ بیانی کو طشت از بام کرنیکی جرأت دلائی -

چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد

عبارت اخلاق محسنی " آوردہ اند کہ روزے کہ آں نو باوۂ بوستان ولایت باکورہ باغستان ہدایت سبط نبی دنخل ولی حسین ابن علی رضی اللہ عنہما باجمعے میہمانان از اشراف عرب بر سر خوانی نشستہ بود خادمش باکاسۂ آش گرم از غائت دہشت پائش بحاشیہ بساط در آمد کاسہ از دستش بر سر شاہزادہ افتاد و آش بر رخسارۂ مبارکش فرو ریخت - امام حسین ازروے تادیب نہ از راہ تعذیب در وے نگریست بزبان خادم جاری شد والکاظمین الغیظ حسین گفت خشم فرو خوردم خادم گفت والعافین عن الناس حسین گفت عفوت کردم خادم تتمہ آیت برخواند واللہ یحب المحسنین گفت از مال حرمت آزاد کردم وسونت معیشت تو بر ذمہ خود لازم گردانیدم " اخلاق محسنی باب ہفدہم در حلم مطبوعہ انوار احمدی صفحہ ۳۹ سطر ۱۵

عبارت تفسیر حسینی

در تیسیر آوردہ کہ روزے حسین بن علی باجمعے مہمانان بر سر خوانے نشستہ بود - خادمش باکاسہ آش گرم بمجلس در آمد از غایت دہشت پائش بحاشیہ بساط در آمد بر سر امام حسین آفتاد وبشکست و آش بر سر مبارکش فرو ریخت امام حسین ازروے تادیب نہ ازروے تعذیب در وے نگریست بر زبان خادم جاری شد والکاظمین الغیظ - تفسیر حسینی پارہ ۴ رکوع ۵ مطبوعہ مطبع فتح الکریم بمبئی سنہ ۱۳۱۲ھ صفحہ ۱۰۱

حضرات ناظرین پر خوب روشن ہوگیا ہوگا کہ روایت کا تعلق امام حسین سے ہے نہ کہ امام حسن سے - ا د صاحب کو اگر شرم ہو تو آیندہ کبھی مسیح موعود علیہ السلام کے برخلاف ایسی متعصبانہ تحریریں اخبار میں شائع نہ کرائیں عاقلے را اشارہ کافی است - واقعی حیا ایک عمدہ چیز ہے -

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خاکسار خادم حسین احمدی

۲۳ ستمبر ۱۹۰۱ء

عسل مصفّٰی

مولفہ جناب مرزا خدا بخش صاحب حضرت اقدس مسیح موعود کے دعاوی کی تصدیق میں اور معترضوں کے اعتراضوں کے جواب کی جامع اور مبسوط ۸۴۴ صفحہ کی کتاب قادیان میں قاضی ضیاء الدین احمد مالیر کوٹلہ میں مولوی محمد زمان سے عہ/ قیمت علاوہ محصولڈاک ملتی ہے

حلال کا طلب کرنا

جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے طلب الحلال فریضۃ علیٰ کل مسلم ومسلمۃ اور جب تک تو جانے گا کہ حلال کیا ہے تب تک حلال کو طلب نہ کر سکے گا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے اور دونوں کے درمیان شبہے مشکل اور پوشیدہ ہیں - جو شخص اُن کے گرد ہوگا - تو اس کا خوف ہے کہ حرام میں گرے - حق تعالے ارشاد فرماتا ہے یا ایھا الرسل کلوا من الطیبات واعملوا صالحا - یعنی اے رسولو تم جو کچھ کھاؤ اور جو کچھ کرو بندگی شائستہ کرو - اسی واسطے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حلال کا طلب کرنا مسلمانوں پر فرض ہے اور فرمایا ہے کہ جو شخص چالیس دن ایسی حلال روزی جسے جسے کسی حرام کے ساتھ آمیزش نہ ہو کھاتا ہے حق تعالے اُس کے دل کو پر نور فرماتا ہے اور حکمت کے چشمے اُس کے دل سے جاری کرتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا کی محبت اُس کے دل سے نکال ڈالتا ہے حضرت سعد رضی اللہ عنہ جو صحابہ کرام میں تھے اُنھوں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ ایسی دعا فرمایئے کہ جس بات کے واسطے میں دعا کروں میری دعا قبول ہی ہوا کرے آپنے فرمایا کہ حلال کا کھانا کھاؤ تاکہ دعا قبول ہو اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بہت لوگ ایسے ہیں کہ اُن کا کھانا کپڑا تو حرام کا ہے پھر ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگتے ہیں ایسی دعا کب قبول ہوگی اور فرمایا کہ حق تعالے کا ایک فرشتہ بیت المقدس میں ہے ہر شب وہ منادی کرتا ہے کہ جو شخص حرام کھاے گا حق تعالے اُس سے فرض قبول فرماے گا نہ سنت اور فرمایا ہے کہ جو شخص دس درم دیکر کوئی کپڑا مول لے اور اُس میں ایک درم حرام کا ہو جب تک

وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا نماز قبول نہ ہوگی اور فرمایا ہے کہ جو گوشت بدن پر حرام کھانے سے جمے گا۔ وہ آتش دوزخ میں جلے گا۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص یہ باک نہیں رکھتا کہ مال میں کہاں سے پیدا کرتا ہوں تو حق تعالے یہ بھی پرواہ نہ رکھے گا کہ اُسے کدھر سے دوزخ میں ڈالدے اور فرمایا ہے کہ عبادت کے دس ٹکڑے ہیں اُنمیں سے نو ٹکڑے فقط طلب حلال ہے۔ اور فرمایا ہے کہ جو شخص حلال ڈھونڈنے ڈھونڈتے تھک کر رات کو اپنے گھر جاتا ہے وہ جب سوتا ہے تو اس کے سب کے سب گناہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور جب صبحکو سو اٹھتا ہے تو حق تعالے اُس سے خوش ہوتا ہے۔ اور فرمایا کہ حق تعالے نے ارشاد کیا ہے کہ جو شخص حرام سے پرہیز کرتا ہے مجھے شرم ہے کہ اُس سے حساب لوں اور فرمایا ہے کہ سود کا ایک درم اُس تیس بار زنا کرنے سے سخت ہے جو مسلمانی کی حالت میں کرے اور فرمایا ہے کہ جو شخص حرام کا مال کھائے گا اگر صدقہ دے گا تو قبول نہ ہوگا۔ اور اگر رکھہ چھوڑے گا تو دوزخ کے دروازہ تک وہ اُس کا زاد راہ ہوگا۔ امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھہ سے دودہ کا شربت پیا۔ جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ یہ شربت وجہ حلال سے نہیں ہے حلق میں انگلی ڈالکر قے کی۔ اُس کی سختی اور اذیت کے سبب سے روح اقدس کے مفارقت کر جانے کا خوف تھا۔ اور مناجات کی کہ بار خدایا میں تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اُس قدر شربت سے جو میری رگوں میں گیا ہے اور قے کرنے سے نہ نکلا۔ اور امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھی ایسا ہی کیا تھا کیونکہ لوگوں نے دھوکہ میں صدقہ کا دودہ آپ کو پلا دیا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمایا کہ اگر تو اتنی نماز پڑھے کہ تیری پیٹھہ خمیدہ ہو جائے تو جب تک حرام سے پرہیز نہ کرے گا ہر روزہ نماز کچھہ مفید نہ ہوگا۔ نہ قبول ہوگا حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں کہ جو شخص حرام کے مال سے صدقہ دیتا ہے وہ اس شخص کی مانند ہے جو ناپاک کو پیشاب سے دھوتا ہے کہ اور بھی ناپاک ہوتا ہے۔ حضرت یحیی بن معاذ رحمہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ عبادت خزانہ خدا ہے اُسکی کنجی دعا ہے اور لقمہ حلال اُس کنجی کے دانت ہیں۔ اور حضرت سہل تستری رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ کوئی شخص ایمان کی حقیقت کو نہیں پہونچتا مگر چار چیزوں کی بدولت ایک یہ کہ سب فرائض شرط سنت کے ساتھہ ادا کرے دوسرے یہ کہ لقمہ حلال شرط زہد کے ساتھہ کہائے تیسرے یہ کہ ظاہر و باطن میں سب بُرے کاموں کو چھوڑے چوتھے یہ کہ اسی طور پر تادم مرگ صبر کرے۔ بزرگوں نے کہا ہے کہ جو شخص ۴۰ دن شبہ کا مال کہائے گا اُس کا دل سیاہ ہو جائے گا۔ حضرت ابن مبارک رحمتہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ شبہ کا ایکدرم اہل مالک کو پھیر دینا لاکھہ درم صدقہ دینے سے زیادہ مجھے محبوب ہے۔ حضرت سہل تستری رحمہ اللہ تعالی نے کہا ہے کہ جو شخص حرام کہاتا ہے اُس کا تمام بدن گناہ میں پڑجاتا ہے وہ چاہے خواہ نہ چاہے ناچار ہے اور جو شخص حلال کھاتا ہے اُس کے تمام اعضا طاعت میں رہتے ہیں اور توفیق خیر ہمیشہ اُس کی یار و مددگار ہے۔ اسباب میں بہت سے اخبار و آثار وارد ہیں اسی واسطے متقی پرہیزگار لوگ بڑی احتیاط کرتے تھے۔ ایک اُنمیں سے وہیب بن الورد رحمہ تھے کہ کوئی چیز نہ کہاتے تھے۔ جب تک اُس کی اصل حقیقت معلوم ہو کہ کیسی ہے اور کہاں سے آئی ہے۔ ایکدن اُسکی والدہ نے دودہ کا ایک پیالہ اُنہیں دیا پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے اور اسکی قیمت کتنے کہاں سے دی ہے اور کس سے مول لیا ہے جب یہ سب دریافت ہو چکا تو پوچھا کہ یہ بکری کہاں چری ہے۔ اور ایسی جگہ چری تھی جہاں مسلمانوں کا کچھہ حق تھا۔ غرضکہ اُنھوں نے دودہ نہ پیا۔ اُن کی ماں نے دعا دیکر کہا بیٹا خدا تجھپر رحمت کرے۔ لے کہا اگرچہ رحمت کی میں اسکو پینا نہیں چاہتا ہوں کہ اگر پہونچیگا تو اُسکی گناہ کے ساتھہ اُسکی رحمت کو پہونچونگا اور میں نہیں چاہتا۔ حضرت بشر حافی رحمہ بڑی احتیاط کرتے تھے اُن سے لوگوں نے پوچھا تم کہاں سے کہاتے ہو کہا جہاں سے اور لوگ کہاتے ہیں لیکن اس شخص میں جو کہاتا اور روتا ہے اور اُس شخص میں جو کہاتا اور ہنستا ہے فرق ہے اور کہا اگر ہاتھہ بہت کوتاہ اور لقمہ بہت چھوٹا ہو تو اس سے کچھہ بھی کمی نہیں ہو جاتی + -

خبریں

یورپ میں بھی باوجود تعلیمی روشنی کے ابتک جادوگر چالاکی کر رہے ہیں۔ فرانس کی ایک بڑھیا کو دولت کا چکمہ دیکر ایک جادوگر نے نہ صرف لوٹ ہی لیا بلکہ اُس بیچاری سے سخت قواعد میں کرا کے آخر کار خاتمہ اُسکی ٹانگ ٹوٹنے پر کرایا تب پولیس کی کہیں خبر ہوئی پایونیر کے حالیہ آرٹیکلوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اُس کی رائے میں جو عیسائی آجکل ہو رہے ہیں اُنمیں سے زیادہ تر مالی فائدہ کے لیے مذہب بدلتے ہیں بہت تھوڑے ہیں جو محض عیسائی مذہب کی شرن میں آتے ہیں پس پایونیر لکھتے ہیں کہ کالجوں سکولوں شفا خانوں کارخانوں وغیرہ سے ملک کا فائدہ تو ہوگا۔ لیکن یہ سوال ہے کہ آیا ان ذریعوں سے جو پیچھے پہنتے ہیں اُنکی بلحاظ مشن کے کام کے کچھہ وقعت بھی ہے یا نہیں۔

۱۳ ستمبر کا پانیور رقمطراز ہے۔ اگر رپورٹ قابل اعتبار ہے تو بنگال کے مشنریوں میں آریہ سماج کے اُس عمل پر بڑی کھلبلی مچ رہی ہے جو کہ اُسنے عیسائی شدہ ہندوؤنکو واپس لینے میں کیا ہے۔ ابھی تین برس ہی ہوئے ہیں کہ آریہ سماجیوں نے یہ پالیسی اختیار کی ہے اور تب سے کارخانہ کے گھڑے ہوئے عیسائی جو کہ اپنی چلن کی غلطی کو دیکھکر باقاعدہ بذریعہ شدہی کے اپنے اصلی دہرم پر واپس گئے ہیں تقریبًا دو ہزار کے قریب ہیں اگر اصلی تعداد نصف یا چوتھائی بھی سمجھہ لیویں تو یہ صاف ظاہر ہے کہ مشنریوں کو ضرور رعب ہوا ہوگا۔ جبکہ اُن کے پیدا کیے ہوئے نتیجے اس طرح سے غائب ہو رہے ہیں۔ بیرونی دنیا کے لیے یہی تحریک اُس وشواس کی گیرائی کے ظاہر کرنے کیلیے تعلیم ہوگی جس کا نتیجہ کہ ایک بنگالی مرید کا حصول ہونا

مختصر نوادر نکات

جیسے کوئی عمدہ درخت بغیر پانی کے نشو و نما نہیں پا سکتا اسی طرح راستباز کے کلمات طیبہ کی سرسبزی اور شادابی نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس کی جڑ و میں استغفار کی نالی کے ذریعہ پانی نہ پہونچے۔ پس یاد رکھو کہ انسان کی روحانی زندگی استغفار سے ہے جس کے ذریعہ سے ابدی بقا کا چشمہ اس کی جڑوں کو تازہ رکھتا ہے اور اسکو مرنے اور مرجھانے سے بچا لیتا ہے

اس لیے

جس مذہب میں **استغفار** کوئی چیز نہیں اور جس مذہبی پیشوا نے اس کو ضروری نہیں سمجھا وہ اپنے اندر زندگی کی روح ہرگز نہیں رکھ سکتا !!!

مگر

تم جو خدا میں ایک زندگی اور بقا کے ہمیشہ خواہاں ہو اور **اسلام** کے ماننے والے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبع ہو **استغفار** کو اپنا شعار بناؤ اور جس قدر کثرت سے استغفار کروگے اُسی قدر ابدی **بقا** کے ثمرات سے بہرہ اندوز ہوگے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آنے کی علت غائی کو کما حقہ پورا کیا۔ ایک طرف تنزیل قرآن کو کامل کیا دوسری طرف تکمیل نفوس کی۔ جیسا کہ آیت **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** سے ثابت ہے مگر بالمقابل یسوع صاحب ناصری نے کیا کیا **لما سبقتانی** کہہ کر تو خود حسرت و یاس کی تصویر بنکر اس عالم کو چھوڑا۔ کتاب کے ادھوری اور نامکمل ہونے کا یہ حال کہ ابھی بہت سی باتیں باقی ہیں جنکے بیان کرنیکا روح حق دنبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ وعدہ دیا۔ تکمیل نفوس کی یہ صورت کہ جبتک جی آخری گھڑی ہیں ان کے منہ سے بعض طعن اور انکار کی باتیں جنپر بڑا بھروسا اور ناز تھا جو بہشت کی کنجیوں کی رکھنے والے تھے ایک دانشمند انسان ان واقعات کو دیکھکر ان نادانوں کی خوش فہمی پر ہنستا ہے جو مسیح اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں پیرلل (موازنہ) کیا کرتے ہیں۔ قرآن شریف کی وہ آیت (جو ابھی ہم نے پیش کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بامراد اور کامیاب ہوکر اٹھے اور تکمیل تنزیل کتاب اور تکمیل نفوس کرکے تشریف لے گئے) صاف بتا رہی ہے کہ خدا نے اسی لیے صحابہ کرام کو ہمیں مخاطب کیا ہے یہ کہکر کہ میں نے تم تمھارے دین کو کامل کیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کی اور صرف نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے نام کو لے کر مخاطب نہیں کیا یہ اسی لیے ہے تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ صرف قرآن شریف ہی کی تکمیل نہیں ہوئی بلکہ ان کی بھی تکمیل ہوگئی جنکو قرآن شریف پہونچا گیا۔ کیا عیسائی دنیا اس کا مقابلہ انجیل کی کسی آیت اور واقعات خارجیہ سے کرسکتی ہے ؟؟؟

ہرگز نہیں

صلیب برداروں کی دانش پر افسوس کہ وہ یسوع کو خدا کا فرزند مانتے اور بپتسمہ لیتے ہی انبیاء علیہم السلام کی نسبت ایک خطرناک عقیدہ قائم کر لیتے ہیں کہ معاذ اللہ وہ سب کے سب گناہ گار اور چور اور بٹمار تھے تعجب ہے کہ مسیح کی تعلیم میں اس قسم کے متکبرانہ الفاظ کو کیسے داخل کیا جاتا ہے جو ایک عاجز متواضع حلیم اور نے نفس مزکی کے لیے کسی سے **نیک** کہلوانا بھی نہیں چاہتے پھر تعجب یہ ہے کہ جن دلوں پر خدا کا مقدس کلام نازل ہوتا ہے اگر وہ مقدس نہ تھے تو خدائے پاک کو کسی ناپاک دل سے کیا تعلق ؟ اگر عیسائیت یہی کہتی ہے تو پھر خدا پر بھی افسوس ہی کرنا پڑے گا جو نیکوں اور بدوں میں تمیز نہیں کرسکتا اور بدوں سے تعلق رکھتا ہے ؟ انسانی عقل بھی تو یہ تجویز نہیں کرسکتی کہ جو لوگ خالق اور مخلوق کے درمیان بطور واسطہ ہوتے ہیں اور انوار سماوی کو زمین پر پھیلاتے ہیں وہ ناقص اور دغا باز ہوں بلکہ کامل اور راستباز ہونا اشد ضروری ہے کیونکہ رسالت اور پیغمبری کی اصل غرض دنیا کی اصلاح اور اسکو تقوی اور طہارت کی منازل طے کرانا تھا حقہ اور اعمال صالحہ پر انکو قائم کرنا ہے اور اگر وہ خود قائم نہیں تو دنیا کب ہوگی اور پھر کیا یہ خدا کا فعل لغو نہ ہوگا معاذ اللہ سوچو ! اور غور کرو !!۔

اصل بات یہ ہے کہ الہام الٰہی اور فیضان وحی کے لیے تو یہ ضروری بات ہے کہ وہ نفس جو ان فیوضات سے بہرہ ور ہو طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ سے بہرہ ور پہلے ہو۔ اگر تطہیر تام اور قابلیت ضروری نہ ہوتی تو پھر یہودا اسکریوطی اور یسوع ناصری میں تمیز کرنا مشکل ہوتا اور ساری دنیا کو بجائے خود نبی ماننا پڑتا غرض نبی کو نبی ماننے کے ساتھ ہی یہ لازم ہے کہ ان کو اعلیٰ درجہ کے پاک مانا جاوے کہ جس سے زیادہ تر پاکی اسوقت کے نوع انسان کے لیے متصور نہیں ہوسکتی۔

بنی نوع انسان کے ایمان کے تازہ رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ ہمیشہ "تازہ الہامات" ہوتے رہیں اور ان الہامات کے منجانب اللہ ہونے کا ایک ہی نشان ہوسکتا ہے اور وہ ہے **اقتداری قوت** کیونکہ خدا تعالے کے سوا کسی شیطان اور جن بھوت میں یہ قوت نہیں ہے۔ پس جو لوگ چاہتے ہیں کہ وہ **امام الزمان** سلمہ الرحمن کے الہامات کو شناخت کریں اُن کے لیے سب سے بڑا نشان جو میل کی طرح رہنمائی کرتا ہے آپ کے الہامات کا مقتدرانہ پیشگوئیوں پر مشتمل ہونا ہے

جیسے انسان ظاہری پاکیزگی اختیار کرکے دنیا کے جہنم سے جو طرح طرح کی

سیاہ ویوں اور وباؤں کی شکل میں نمودار ہوتا ہے نجات پا لیتا ہے اسی طرح انسان باطنی پاکیزگی اختیار کرکے روحانی عذاب سے بچ جاتا ہے۔ قرآن شریف میں اس لیے فرمایا گیا ہے ان اللہ یحب التوابین ویحب المتطہرین توابین سے وہ لوگ مراد ہیں جو باطنی پاکیزگی کے لیے کوشش کرتے ہیں اور متطہرین سے وہ لوگ مراد ہیں جو جسمانی اور ظاہری پاکیزگی کے لیے جد و جہد کرتے ہیں۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کفر اور ایمان کا فیصلہ تو مرنے کے بعد ہوگا اور کفر اپنی سادگی کی حالت میں دنیا میں کسی عذاب کو جذب کرنے والا نہیں ہوتا بلکہ اس کفر کے ساتھ جب شوخی اور شرارت حد سے بڑھ جاتی ہے اور حجت ملزمہ قائم ہو جاتی ہے جو خدا کے کسی مامور کے ذریعہ ہوتی ہے اس وقت انکار اور استہزا عذاب الٰہی کو کھینچ لاتا ہے محض کفر کے سبب سے اس دنیا میں کسی پر عذاب نازل نہیں ہوتا اگر وہ غریب مزاج آہستہ رو اور ظالم نہ ہو تو اس کے کفر کا حساب قیامت کے دن ہوگا یہاں جو عذاب ہوتا ہے وہ ظلم اور بدکاری اور ہر قسم کی شوخی و شرارت کا نتیجہ ہوتا ہے اور اس میں کافر اور مسلمان کی کوئی تخصیص نہیں۔ اگر خدا تعالیٰ کی نظر میں لوگ شوخ طبع متکبر اور ظالم اور بے خوف اور مردم آزار ہوں گے خواہ مسلمان ہوں خواہ ہندو خواہ عیسائی عذاب سے بچ نہیں سکیں گے۔

اس لیے

ضرورت ہے اس امر کی کہ خدا سے صلح ہو اور ہر قسم کی صلاحیت مزاجوں میں پیدا ہو۔ اور ہر ایک شرارت سے دور رہنے کی عادت پیدا کریں۔ مگر یہ ساری توفیقیں خدا کے ہاتھ میں ہیں اور انگو منتی ہیں جو اس سے مانگتے رہیں۔

حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب

کے سامنے کسی شخص نے ایک مخالف کا اعتراض پیش کیا کہ لوگ کہتے ہیں قادیان میں ایک قسم کا کھانا کل مہمانوں کو نہیں دیا جاتا مولوی صاحب نے فرمایا اصل تو ایسا اعتراض کرنے والا در حقیقت خدا پر اعتراض کرتا ہے جس نے اپنی انتہا قدرت اور حکمت اور مصلحت سے دنیا میں ایک تفرقہ رکھا ہے کوئی امیر ہے کوئی غریب ہے کوئی بیمار ہے کوئی تندرست ہے کوئی توانا ہے پھر جب کہ خدا کے قانون قدرت میں ایک امتیاز اور فرق موجود ہے تو خدا تعالیٰ کے مامور جو خدا تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہوتے ہیں وہ انزلوا الناس علیٰ منازلہم پر عمل کریں تو یہ اعتراض ان پر کیوں کیا جاوے۔ ایسے اعتراض کرنے والوں کی پست فطرتی کو دیکھنا چاہیے کہ جو روٹی کا سوال پیش کرتے ہیں۔

خدا نے جب ساری مخلوق کو ایک ہی انداز پر نہیں رکھا تو یہ لوگ اگر حفظ مراتب کریں تو کیا گناہ ہے۔ گناہ اور نتیجہ بد تو حفظ مراتب نہ کرنے سے پیدا ہوتا ہے جو لوگ خدا کے فضل سے اپنے گھروں میں اعلیٰ درجہ کے کھانے کھانے کے عادی ہوں اور نسلاً بعد نسلٍ امیر ابن امیر چلے آتے ہوں ان کی عادات اور طبیعت کی افتاد ایک خاص رنگ کی ہوگی اور ایک شخص جو روکھی سوکھی روٹی بھی مشکل سے پاتا ہے اس کی طبیعت کا اور رنگ ہوگا۔ پھر یہ دونوں ایک ہی کھانے پر کیونکر خوش ہو سکتے ہیں غرض اس قسم کے اعتراض بجز دنی الطبع پست ہمت لوگوں کے اور کوئی نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ نے خود اپنے قانون میں ایک امتیاز کیا ہے اور اس کے قانون کی نگہداشت ان لوگوں کا فرض ہوتا ہے۔ پس اگر یہ کسی کی نظر میں عیب ہو تو بلا سے ہوا کرے۔

خدا کے نزدیک مکرمت اور عظمت کی ایک سبیل ہے اور وہ ہے **تقویٰ**

ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یہ خوب یاد رکھو کہ معظم مکرم کوئی دنیاوی اصولوں سے نہیں ہو سکتا یہ جو مختلف ذاتیں ہیں یہ کوئی اصلی وجہ شرافت نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ نے محض تعارف کے لیے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے متقی کی شان نہیں کہ وہ ذاتوں کے جھگڑے میں پڑے جب خدا نے حقیقی مکرمت اور عظمت کا باعث تقویٰ قرار دیا ہے پھر کسی دوسرے کا کیا حق ہے کہ وہ اسکو توڑے اور اپنی رائے سے ایک نیا قانون پیدا کرے۔ ہمکو ہر حال میں وہ کرنا چاہیے جس سے ہماری فلاح ہو وہ کسی کا اجارہ دار نہیں وہ خالص تقویٰ چاہتا ہے جو تقویٰ اختیار کرے گا وہ اعلیٰ مقام کو پہنچے گا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت ابراہیم ابو الانبیاء نے وراثت سے عزت نہیں پائی اگرچہ ہمارا ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبد اللہ مشرک نہ تھے مگر اس نے نبوت تو نہیں دی یہ فضل الٰہی تھا جو ان صدقوں کے باعث آپ پر نازل ہوا جو آپ کی فطرت میں تھے۔ پورا صدق اور پوری وفا دکھلائی اور اپنے عمل سے ثابت کر دکھایا

ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین

پس

جو چاہتا ہے کہ خدا کے حضور مکرم و معظم بنے ضرور ہے کہ تقویٰ کی راہ اختیار کرے اور تقویٰ کی راہوں کا پتہ نہیں ملتا جب تک اس کا دستور العمل قرآن کریم نہ ہو کیونکہ اسی کی شان ہے ہدی للمتقین اور پھر قرآن کے جاننے کے لیے تقویٰ ہی کی ضرورت ہے اور وہ صادقوں کی صحبت میں رہنے سے ملتا ہے۔

ہفتہ دارالامان کا

۱ - حضرت اقدس معہ اہلبیت الحمد للہ بخیریت ہیں

۲ - خطبہ الہامیہ کے حاشیہ میں جو کتاب لکھا جا رہا ہے عجیب و غریب مضامین لکھے جا رہے ہیں اور قرآن شریف کی بعض مشکل آیات کی تفسیر ہو رہی ہے

۳ - مولانا مولوی سید **محمد احسن** صاحب امروہی ۲۸ ستمبر ۱۹۰۱ء کو بخیریت دارالامان پہونچے اور امرت سر سے کوئی دس یاراں آدمیوں کی جماعت آئی اور ایک روز رہ کر واپس چلی گئی دو نو آدمی تھے انھوں نے حضرت اقدس سے بیعت کی۔ جن کے نام بیعت میں لکھے جائیں گے۔

۴ - ہفتہ گذشتہ کے مہمانوں میں سے اکثر واپس گئے - سید **امیر علی شاہ صاحب** احمدی ڈھم سیالکوٹی بھی ۲۹ ستمبر ۱۹۰۱ء کو واپس سیالکوٹ چلے گئے۔

۵ - ۲۸ ستمبر ۱۹۰۱ء کو بعد نماز ظہر میاں **سراج الدین صاحب تحصیلدار** دیپالپور اور میاں جمال الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ باغبانپورہ نے حضرت اقدس کا نیاز حاصل کیا اول الذکر صاحب کسی جلدی بیماری کے علاج اور مشورہ کے لیے مولانا مولوی نور الدین صاحب کے پاس آئے تھے۔ حضرت اقدس نے بعد استفسار حالات مرض فرمایا کہ اگر عقلمند انسان ہو اور غور کرے تو یہ بیماریاں بھی دراصل سنہات ہی ہیں بہت سے لوگ مر چکے ہیں جنکو ہم نے اپنے ہاتھ سے دفن کیا ہے بعض ایسے مرتے دیکھے ہیں کہ جنکی موت کا کوئی نشان و گمان بھی نہ تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امراض جب لاحق ہوتے ہیں تو انسان کو سمجھنا چاہیے کہ اب زینہ قریب آگیا اور موت کا کوئی پتہ نہیں کہ کب آجاوے اس لیے دانشمند انسان کو لازم ہے کہ ہر وقت موت کو یاد رکھے اگرچہ بہت سے دورے اور حملے امراض کے ایسے ہوتے ہیں کہ انسان اُن سے بچ جاتا اور اچھا ہو جاتا ہے لیکن آخر موت ان ہی میں سے نکل آتی ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ طبیب تشخیص میں غلطی کھا جاتا ہے اور وقت موعود آجاتا ہے

عرض

مسلمانوں کے لیے بہت ضروری ہے کہ وہ موت کو یاد رکھیں کیونکہ اور قومیں تو پہلے ہی بت پرست ہیں اور اسی بت پرستی میں لگی ہوئی ہیں اور ہلاک ہو رہی ہیں مسلمان جو لا الٰہ الا اللہ کہنے والے ہیں ان کو تو موت کا خیال ہونا چاہیے جنکو حکم ہے لا تموتن الا و انتم مسلمون موت کا کیا ہے بعض وقت یونہی آجاتی ہے مرزا اعظم بیگ کے لڑکے کو زنبور نے کاٹا اور وہ زنبور اُس کے لیے موت کا موجب ثابت ہوا۔

غرض

موت کے مقدمہ میں انسان کو خطرناک شکست ہوتی ہے جس کی کوئی تلافی نہیں ہوسکتی - افسوس یہ ہے کہ باوجودیکہ موت بڑی یقینی چیز ہے لیکن اس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا ہے اسکو قصہ کہانی کے رنگ میں سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ اصلاح نہیں ہوسکتی جب تک خدا تعالیٰ سے توفیق نہ ملے اور اس کا ذریعہ یہی ہے کہ انسان سچے دل سے

توبة النصوح

کرے - اور اس پر صدق اور استقلال کو دکھاوے اور خدا تعالیٰ کے اوامر اور نواہی کی عزت کرے اور اس کے حدود کو نہ توڑے صوم و صلوٰۃ کا پابند ہو جاوے حق اللہ اور حق العباد میں رعایت اور احتیاط کرے یہ خلاصہ ہے

اسلام کا

اسپر اگر قائم ہو جاوے تو اُمید ہے کہ خدا تعالیٰ رحم کرے گا

غرض

توبہ و استغفار کی بڑی بھاری ضرورت ہے بیماری میں تو خصوصاً بڑی ضروری شے ہے وہ توبہ جس کے لیے طبیعت بولتی ہے اور روح گواہی دیتی ہے وہ اور ہے کیونکہ وہ راستی اور صدق نیت سے پیدا ہوتی ہے اور یہی نافع ہی ہے زبان سے توبہ کر لینا بڑی بات نہیں ہے مشکلات کیوقت خدا کی طرف رجوع کرنا بھی آسان امر نہیں ہے اور اصل تو یہ ہے کہ جب انسان بیراہی اور خود روی اختیار کرتا ہے تو کوئی نصیحت کارگر نہیں ہوتی حدیث میں آیا ہے کہ جب تک دل میں واعظ پیدا نہ ہو کچھ نہیں بنتا اس لیے ضروری ہے کہ دلمیں واعظ پیدا ہو۔ اور یہ سب کچھ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملتا ہے۔"

اسقدر تقریر کرنے کے بعد حضرت اقدس اُٹھ کھڑے ہوئے اور تشریف لے گئے۔ یہ مختصر الفاظ ہیں جو حضور نے فرمائے - یہ بات کہ اس کا کیا اثر ملنے والے رئیسوں کے دل پر ہوا وہ خود بہتر جانتے ہونگے یا مولیٰ تعالیٰ جانتا ہے تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی چلے گئے۔

۶ - سنگرور سے قاضی یوسف علی صاحب سررشتہ دار پریزیڈنٹ اگزیکٹو ریاست سنگرور اور شادیخاں صاحب اور حافظ فضل حسین صاحب پانی پتی اور جنید سے مستری حاجی حکیم اللہ صاحب آئے ہیں

نئی تصنیفات

وہ قاعدہ جس کا کسی گذشتہ اشاعت میں ذکر کیا تھا۔ جسقدر بزرگوں نے دیکھا ہے از بس پسند کیا ہے بلکہ حضرت اقدس امام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اسے پسند فرمایا۔ اس قاعدہ کے ذریعہ سے پانچ برس کا بچہ چھ مہینے میں قرآن شریف بدون کسی دقت اور تکلیف کے پڑھنے کے قابل ہوسکتا ہے بشرطیکہ ہدایتوں کی پوری پابندی کی جاوے۔ بچوں کو مار کر پڑھانے کا طریق جو نہایت خطرناک ثابت ہوا ہے اس قاعدہ کے ذریعہ بند ہوسکتا ہے ان لوگوں کو جو اپنے بچوں اور بچیوں کو قرآن شریف پڑھانا چاہتے ہیں اس

قاعدہ سے خاص فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اس قاعدہ کی قیمت ۲ر تجویز کی گئی تھی لیکن جیسا کہ موجودہ حجم سے بہت بڑھ گیا تو قیمت میں ۔رکا اور اضافہ کرنا پڑا۔ اب ۲۔ر قیمت پر یہ قاعدہ دفتر اخبار الحکم سے یا حکیم فضل الدین صاحب مہتمم کتب خانہ حضرت اقدس سے ملے گا۔ آٹھ سے کم جلدوں کے لیے ٹکٹ بھیجنے چاہیئے ورنہ وی پی کے ذریعہ سے منگوانے میں زیادہ خرچ ہوگا۔

تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ جسکا

بہت ہی تھوڑا حصہ طبع ہوا ہے اکتوبر سنہ ۱۹۰۶ء سے باقاعدہ چھپنے لگے گا۔ انشاء اللہ تعالےٰ۔ **تفسیر القرآن** کے خریدار جو پیشگی قیمت بھیجدیں گے انکو حسب دستور سابق عمدہ جلد علاوہ محصول ڈاک بھیجا جاوے گا۔ بعد میں خریدنے والوں سے وہی ایک روپیہ چار آنے فی جلد مجھے یقین ہے کہ اگر کوئی سخت روک پیش نہ آجاوے (خدا کرے نہ آئے) تو میں نومبر کے اخیر تک یہ دوسرا پارہ ضرور ناظرین کے ہاتھوں میں پہنچا دونگا انشاء اللہ العزیز۔

ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام عبد بھی ہے جیسے فرمایا ہے اِن کُنتُمْ فِی رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام عبد خدا نے اس لیے رکھا کہ عبودیت کا اصل خضوع اور ذُل ہے اور عبودیت کی حالت کاملہ وہ ہے جس میں کسی قسم کا غلو اور بلندی اور عُجب نہ رہے اور اس حالت کا صاحب اپنی عملی تکمیل محض خدا تعالےٰ کی طرف سے دیکھے اور کوئی ہاتھ درمیان نہ دیکھے ایسے اہل عرب جو راہ نہایت درست اور نرم اور رسید ہا کیا جاتا ہے اس راہ کو مُوَر مُعَبَّد کہتے ہیں پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس لیے عبد کہلاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے تصرف اور تعلیم سے انمیں عملی کمال پیدا کیا اور ان کے نفس کو مذلل راہ کیطرح اپنی تجلیات کے گذر کے لیے نرم اور رسیدہا اور صاف کیا۔ اور اپنے تصرف سے وہ استقامت جو عبودیت کی شرط ہے آپ میں پیدا کی پس وہ علمی حالت کے لحاظ سے **ھُدیٰ** ہیں اور عملی کیفیت کے لحاظ سے جو خدا کے عمل سے ان میں پیدا ہوئی **عبد** ہیں کیونکہ خدا نے اپنے ہاتھ سے ان کی روح پر وہ کام کیا جو کوٹنے اور ہموار کرنے کے آلات سے اُس سڑک پر کیا جاتا ہے جسکو صاف اور ہموار بنانا چاہتے ہیں چونکہ

مہدی موعود کو بھی عبودیت

کا درجہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے حاصل ہوا۔ اس لیے **مہدی موعود** میں **عبد** کے لفظ کی کیفیت **غلام** کے لفظ سے ظاہر کی گئی یعنی اُس کے نام کو

غلام احمدؐ

کہہ کر پکارا گیا۔ یہ غلام کا لفظ اس عبودیت کو ظاہر کرتا ہے جو ظلی طور پر مہدی موعود میں ہونی چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ مہدی موعود کی علمی اور عملی تکمیل میں خدا تعالیٰ ہی متکفل رہا ہے۔

نور ہانہ کے عیسائی اخبار نور افشاں کا مزاج پھر کچھ دنوں سے بگڑنے لگا ہے اس لیے اس امر کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس کی بیہودگیوں پر اسے متنبہ کیا جاوے۔ ۲۷ ستمبر کی اشاعت میں وہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعتقاد کے متعلق وفات مسیح کی نسبت ایک مغالطہ دیتا ہے اور ایک امر واقعی کو متضاد صورت میں پیش کر کے تثلیث کے گورکھ دھندے کو نہ سمجھنے والے عیسائیوں کو مشکل میں ڈالتا ہے چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ

۱۔ مرزا اپنی تصنیف میں یوں تحریر کرتے ہیں کہ مجھکو خدا نے خبر دی ہے **یا عیسیٰ انی متوفیک و رافعک الی** حضرت عیسیٰ مر چکے اب وہ واپس نہیں آئیں گے (انجام آتھم)

۲۔ یہود نے حضرت عیسیٰ کو صلیب پر چڑھایا اور ان کو خفیف سی زخم لگی ہوئی تھی اس کے لیے مرہم عیسیٰ بنائی گئی تھی جس کے استعمال سے وہ زخم بالکل دور ہو گئے اور نشان بھی مٹ گیا تھا۔

(کتاب ست بچن صفحہ ۱۹۴)

ناظرین الحکم اس نرالی لاجک کی داد دیں۔ نادان عیسائی اتنا نہیں جانتا کہ ان دو بیانوں سے تضاد کیونکر ثابت ہوا۔ کیا مسیح کے زخموں کا اچھا ہو جانا اس امر کا مثبت ہے کہ وہ مرا نہیں۔؟

اصل بات یہ ہے کہ بت پرستی خواہ وہ پتھر پرستی ہو یا مردہ پرستی ایک ایسی لعنت ہے کہ علوم حقہ سے بے نصیب کر دیتی ہے عیسائی صلیب کی پرستش اور یسوع ناصری کی الوہیت کے خیال میں کچھ ایسے محو ہوئے ہیں کہ وہ حق و باطل میں امتیاز نہیں کر سکتے۔

حضرت مرزا صاحب نے کھول کھول کر اپنی تصانیف میں لکھدیا ہے اور ہر ایک دنیا عام طور پر آپ کے اس اعتقاد اور تعلیم سے واقف ہے

مسیح ابن مریم صلیب پر لٹکایا ضرور گیا ہے مگر وہ صلیب پر مرا ہرگز نہیں

بلکہ صلیب پر سے بحالت غشی مشابہ بالموت ہو کر اُتارا گیا۔ اور پھر

مرہم عیسیٰ

کے ذریعہ اُس کے زخموں کی اصلاح ہوئی۔ اور مختلف ممالک میں سیاحت کرتے ہوئے ملک کشمیر شہر سری نگر خان یار کے محلہ میں فوت ہو کر دفن ہوئے جہاں اب تک ان کی قبر موجود ہے۔

حضرت اقدس نے اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں بہت سے دلائل لکھے ہیں

جسکو ضرورت ہو وہ ایام الصلح کے صفحہ ۱۴۱ کو غور سے پڑھے بات یہ ہے کہ مسیح کا صلیب پر سے زندہ اتر آنا اور اپنی طبعی موت سے مرنا یہ ایک ایسا عظیم الشان حربہ ہے جو صلیب کے مذہب کے ابطال کے لیے لاجواب ہے۔ کیونکہ عیسائیوں کا یہ اعتقاد ہے کہ وہ صلیب پر مرا اور ہمارے گناہوں کا کفارہ ہوا۔

لیکن

جب یہ ثابت ہو جاوے کہ وہ صلیب پر مرا ہی نہیں تو کفارہ کا بت کیونکر رہ سکتا ہے ؟؟

چونکہ اس مسئلہ کی اشاعت نے پادریوں کے دلوں کو ہلا دیا ہے اسلیے وہ سعی کرتے رہتے ہیں کہ کسی نہ کسی طرح سے اس مسئلہ کی عظمت کو کم کریں اور اس کے واسطے یہ بھی طریق رکھا گیا ہے کہ غلط بیانی کر کے لوگوں کو مغالطہ میں ڈالیں مگر عیسائی یاد رکھیں کہ ان کی ان غلط بیانیوں سے کچھ نہیں ہوگا۔ خدا تعالیٰ نے جو ارادہ فرمایا ہے وہی ہوگا۔ جب وہ کتاب جسکا نام ہے

مسیح ہندوستان میں

شائع ہوگی اسوقت صلیب برداروں کو پتہ لگیگا کہ انکا مصنوعی خدا واقعی شہر سری نگر محلہ خان یار ملک کشمیر میں یوز آسف یا شہزادہ نبی کے نام سے مدفون ہے۔

نہایت افسوس سے اس خبر کو شائع کیا جاتا ہے کہ ہمارے مکرم مخدوم جناب مرزا خدا بخش صاحب کی والدہ ماجدہ نے ۲۴ ستمبر ۱۹۰۱ء کی دوپہر کو کچھ عرصہ بیمار رہ کر انتقال فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون حضرت اقدس کو بذریعہ تار اطلاع دی گئی چنانچہ ۲۷ ستمبر ۱۹۰۱ء کو بروز جمعہ حضرت اقدس نے مرحومہ کا جنازہ اپنی جماعت کیساتھ پڑھا اور دیر تک مغفرت کی دعا کرتے رہے مرحومہ پرانے زمانہ کی ایک بزرگ عورت تھیں جو اپنی قوم اور شہر میں نہایت پارسا اور صالحہ اور عابدہ مشہور تھیں انتظام خانہ داری اور گھر کے حساب وکتاب میں قابل تعریف دسترس رکھتی تھیں ہم مرحومہ کے انتقال پر جناب مرزا خدا بخش صاحب اور ان کے بھائی کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے آمین۔

اطلاع

بہت سے خط اس امر کے دریافت کرنے کے لیے ہمارے پاس پہونچے کہ شحنار الحق (شحنہ ہند) کے ضمیمہ میں بہت کچھ ایسے نام لکھے جاتے ہیں کہ جنھوں نے معاذ اللہ حضرت امام علیہ السلام کی بیعت سے انحراف کیا۔ اس کے جواب میں عرض کیا جاتا ہے کہ شحنہ ہند کا یہ افترا اور سعید مجبوری ہے خدا کے فضل سے اب جماعت احمدیہ کی بکثرت روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور یہ قاعدہ کی بات ہے کہ جب مخالفت گرم ہوتی ہے تو احمدی جماعت بھی ترقی کرتی ہے اتنو لوگ اسقدر فوج در فوج اس پاک جماعت میں داخل ہو گئے جاتے ہیں کہ ہم گنتی بھول جاتے ہیں اور اب یہ جماعت تیس ہزار سے بہت زیادہ ہوگئی ہے اب وہ زمانہ قریب آتا ہے کہ آفتاب احمدی اپنے خط استوا پر پہونچکر خفاش طبیعت لوگوں کی آنکھوں کو خیرہ کر دیگا کو بعض صاحب ان بیہودہ دھوکہ بازی کے دھوکے میں نہ آئے شیطان اب اپنا آخری زور لگا رہا ہے وہ دہنے سے بائیں سے آگے سے پیچھے سے اپنے تمام حیلے اور مکر ختم کرے گا اور ادھر رحمان اپنے آدم کی حمایت کر کے الاخرة عند ربك للمتقين کا نظارہ عجیب دکھائیگا۔ (سراج الحق)

مختلف واقعات

رسم تجہیز وتکفین مسٹر مکنلی کا جنازہ ۱۹ تاریخ کو شہر کانٹن واقعہ اوہایو میں سپرد خاک کیا گیا۔ اسوقت کا نظارہ دیکھنے سے عجیب رقت پیدا ہوتی تھی۔ قریباً ساٹھ ہزار آدمی ماتمی لباسوں میں ساتھ تھے اور تمام ملک کے گرجوں میں پریسیڈنٹ متوفی کے حق میں مغفرت کے واسطے دعائیں کی گئی تھیں۔

کیا خوب ٹرنٹن واقعہ نیو جرسی میں چار سو لڑکیوں نے عہد کیا ہے کہ کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی نہیں کرینگی جو سخت پرہیزگار نہ ہو۔

الوداعی دعوت عربی پاشا کو مسلمانان کلمبو نے روانگی کا وقت ایک پرتکلف دعوت دی۔ اور اس موقع پر اس نے ایک اڈریس کے جواب میں بیان کیا کہ :- جیسا کہ آپ جانتے ہیں میں آپکے پاس ایک غمزدہ اجنبی کی حیثیت سے آیا لیکن میں لنکا کے لوگوں کو اپنے ہی لوگ سمجھتا رہا اور آپ کے بزرگوں کو اپنے برادران کی طرح سمجھتا رہا اور آپ کے نوجوانوں سے بیٹوں کیطرح پیار کرتا رہا۔ آپ کی الفت اور محبت نے اسقدر شیدا کیا کہ مجھے اپنا وطن اور اہل وطن بھول گئے۔ لہذا میرا فرض ہے کہ میں تمام اہل لنکا کا بلا لحاظ ان کے مذہب رنگ یا عقیدہ یا عقیدہ کے ان عنایات اور اخلاق کے واسطے شکریہ ادا کروں جو میری نسبت ملحوظ رکھتے رہے ہیں یہ سچ ہے کہ میں اپنے ملک میں اور اپنے اہل وطن اور اپنے رشتہ داروں کے پاس جاتا ہوں جس کی مجھے مسرت ہے مگر مجھے رخصت ہونے کے ساتھ ہی یکی مفارقت کا رنج کچھ کم نہیں ہے۔ میں اپنے ملک میں اپنے اہل وطن

اور آپ کے مابین کوئی فرق نہیں سمجھتا۔ میں ان لوگوں میں رہتا ہوں جو اجنبیوں کی قدر ومنزلت کرتے ہیں گو میں اجنبی تھا تاہم آپ نے اپنے حلقوں میں میری عزت و توقیر کی۔ آپ کی عنایات نے مجھ پر بہت بھاری غلبہ کیا ہے۔ ہر ایک اجنبی جب تک اپنے وطن کو واپس نہ جائے خدا کا مہمان ہوتا ہے۔ پس جو شخص اجنبی کی قدر و منزلت کرتا ہے گویا خدا کی عزت کرتا ہے۔ آپ نے میری نسبت جو عمدہ خیالات ظاہر فرمائے ہیں۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خداوند کریم آپ کو ہر دو جہان میں اجر نیک عطا کرے۔

غبارہ کی پرواز۔ رائل میٹرولوجیکل انسٹیٹیوٹ پروشیا کے ایک غبارہ نے نو ہزار دو سو میٹر کی بلندی تک پرواز کیا۔ اس میں تین مشہور غبارہ باز ہر پروفیسر ڈاکٹر سورنگ اور ڈاکٹر شرانڑ سوار تھے۔ جنہوں نے رپورٹ کی کہ پانچ ہزار میٹروں کی بلندی پر انھیں آکسیجن ہوا سانس لینے کی ضرورت پڑی اس غبارہ کی بلندی سے بلند پرواز کیواسطے انتظام کر لیا گیا تھا

قاتل پریسیڈنٹ امریکہ کے قاتل نے اپنے منہ پر مہر سکوت لگائی ہے اب یہ باضابطہ طور پر زیر تجویز ہوگا۔

ڈاک کے ٹکٹوں کی تیاری۔ برٹش ڈاک کے ٹکٹ ولایت کے ایک کارخانہ موسومہ میسرز ٹامس ڈی لارڈو میں چھپتے ہیں۔ جو ہیہل روڈ لندن میں واقع ہے سمرسٹ ہوس اور جنرل پوسٹ آفس کے بہت عہدہ داروں نے یہ اب تک چھپتے ہوئے نہیں دیکھے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ حتی الوسع اپنے راز ظاہر ہونے نہیں دیتی۔ بنک آف انگلستان کے نوٹ تیار ہوتے دیکھنا اسقدر مشکل نہیں ہے جسقدر کہ ڈاک کے ٹکٹ دیکھنے میں مشکل ہیں۔ یہ ٹکٹ چھاپنے کی ایک خاص مشین ہے جس میں کروڑوں ٹکٹ ایک وقت میں چھاپے جاتے ہیں۔ جب کبھی اس مشین کو صاف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ اسوقت بھی اس کے خاص خاص حصے نہایت ہی مخفی رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور ٹکٹ چھاپنے کی پلیٹیں صندوقوں میں مقفل کی جاتی ہیں اور کوئی کام انسپکٹروں کے علم کے بغیر نہیں کیا جاتا۔ ساتھ انسپکٹروں کا ایک سٹاف ہوتا ہے جو صرف یہ دیکھتے رہتے ہیں کہ کوئی شخص ناجائز ٹکٹ نہ بنانے پاوے کمپنی مذکور خود کاغذ نہیں بناتی بلکہ بنے بنائے تختے اسکو بہم پہونچائے جاتے ہیں جنکا شمار بنک کے نوٹوں کی طرح کیا جاتا ہے۔ ایک تختہ پر دو سو چالیس ٹکٹ چھپتے ہیں۔ اگر میسرز ڈی لاورد اتفاق سے کوئی تختہ تباہ ہو جائیں تو ان ٹکٹوں کے حساب سے ان سے قیمت وصول کی جاتی ہے۔ کاغذ میں بجز آبی نشان کے کوئی خصوصیت نہیں ہوتی تمام بھید ان رنگوں میں ہے جس سے یہ چھاپے جاتے ہیں۔ انہیں بڑا وصف یہ ہے کہ جب ایک دفعہ انپر مہر لگ جائے تو پھر یہ کبھی صاف نہیں ہوتے اور نہ ہی دوبارہ استعمال ہو سکتے ہیں جب کبھی تبدیلی کرنی منظور ہوتی ہے تو یہ ڈاک خانہ کے حکام کرتے ہیں۔ ٹکٹ بنانے والوں کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔ ایک خاص کمیٹی منعقد ہو کر ہزاروں نمونوں میں سے کوئی خاص نمونہ پسند کرتی ہے۔ یہ نمونہ ایسا ہوتا ہے کہ ڈاک خانہ کے ملازم ان ٹکٹوں کو باسانی دیگر ٹکٹوں سے پہچان سکیں۔ ٹکٹ چھپنے کے بعد سمرسٹ ہوس کو بھیجے جاتے ہیں۔ جہاں انکی احتیاط سے پڑتال کی جاتی ہے۔ ڈاک خانے والے اپنی فرمائشیں سمرسٹ ہوس کو بھیجتے ہیں۔ جہاں سے ٹکٹوں کے پارسل ان کو بہم پہونچائے جاتے ہیں

ڈاکٹروں کی عظیم فیس۔ بسا اوقات ڈاکٹروں کو بڑی بڑی فیسیں ملجایا کرتی ہیں۔ ڈاکٹر شبار کو جبڑا جاؤلا پر عمل جراحی کرنے سے ایک ایک لاکھ روپیہ ملا تھا۔ برسٹل کے ڈاکٹر عقیل کو ایک متمول کے گھٹنے پر عمل جراحی کرنے کے معاوضہ میں آٹھ لاکھ روپیہ دیا گیا تھا۔ روس کی شہنشاہ بیگم کیتھرائن ثانی نے ڈاکٹر ڈمسڈیل کو ٹیکا کرنے کے واسطے بارہ ہزار پونڈ نقد اور پانچسو پونڈ سالانہ کا وظیفہ دیا تھا۔ شہنشاہ روس متوفی نے پروفیسر زیکرین کو دورہ کی ورزش کے واسطے دو لاکھ پچیس ہزار روپیہ دیا تھا۔ شاہ طہران نے ڈاکٹر گیل یوسکی کو تین ماہ کے واسطے سفر خرچ اور خوراک کے علاوہ ایک لاکھ بارہ ہزار روپیہ دیا تھا۔ حضور شاہ ایڈورڈ ہفتم نے جب حضور پرنس آف ویلز تھے ڈاکٹر فینبر کو علاج کرنے کے عوض میں ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ کے علاوہ بیرن کا خطاب عطا کیا تھا سر مارل مکنزی کو شہنشاہ فریڈرک پر عمل جراحی کے واسطے لاکھ روپیہ نصیب ہوا تھا۔

عنکبوت۔ کے جالے سے کام پیرس کے متصل فرانسیسی صیغہ جنگ کے ایک کارخانہ میں غبارے مکڑی کے جالے سے بنائے جاتے ہیں جس کے واسطے بے شمار مکڑیاں جمع کی جاتی ہیں۔ ایک مکڑی بیس گز سے لیکر چالیس گز تک جالا پور سکتی ہے اس کے بعد اسکو چھوڑ دیا جاتا ہے اور دوسری مکڑی سے جالا نکالا جاتا ہے تاگے کا رنگ گلابی ہوتا ہے اور آٹھ تاگے ملاکر ڈور تیار کی جاتی ہے۔ ریشم سے یہ جالا زیادہ تر ہلکا اور پائدار ہوتا ہے مگر اسمیں خرچ زیادہ ہوتا ہے۔

عظیم شفاخانہ مقام ماسکو واقع روس میں ایک بہت بڑا ہسپتال ہے جہاں سات ہزار مریضوں کے پلنگ ہر وقت موجود رہتے ہیں اس میں نوے ڈاکٹر اور نوسو تیماردار عورتیں ملازم ہیں۔ اور قریباً پندرہ ہزار مریضوں کا سالانہ علاج کیا جاتا ہے

نئی ساخت ولایت میں ایک کارخانہ قائم ہونے والا ہے

جو کاغذ کی بائیسکل تیار کرے گا۔

بالوں کی فروخت فرانس میں مصنوعی انسانی بال بکثرت تیار ہوتے ہیں پورے سر کے بال فی سٹ آٹھ روپیہ سے لے کر ۱۵ روپیہ تک قیمت کو فروخت ہوتے ہیں۔

ضعیف الاعتقادی جاپان کے لوگ ایسے ضعیف الاعتقاد ہیں کہ ان کو طاق سے سخت نفرت ہے اور جفت کو پسند کرتے ہیں۔ ان کے مکانوں کے دروازے کھڑکیاں کمرے اور اثاث البیت کی چیزیں جفت ہوا کرتی ہیں

نئی ایجاد۔ سنٹرل ہندو کالج بنارس کے میگزین میں ایک نئی ایجاد کی خبر شائع ہوئی ہے جس کے موجد مسٹر فارسٹر ریجی بیان کیے جاتے ہیں۔ اس ایجاد کا نام ٹیلاٹوگراف رکھا گیا ہے۔ اور اس تار برقی کے ذریعہ خاص فرلیسندہ کا دستخطی پیغام پہونچایا جاسکتا ہے

نومسلم بیرسٹر پر ہندو بیوی کا دعوی۔ لدہیانہ میں مساۃ کشن کنور نے جو مقدمہ اپنے خاوند سردار ہرنجن سنگھ صاحب پر اپنے اور اپنی لڑکی کے گذارہ کے واسطے دائر کیا ہوا تھا اس میں دیوان ٹیک چند صاحب سی ایس ڈپٹی کمشنر نے فریقین کی مصالحت کرا دی۔ بیرسٹر صاحب نے اپنی بیوی کو بیس روپے اور لڑکی کے گذارہ کے واسطے دس روپیہ ماہوار دینا منظور کرلیا ہے

آلہ ٹیلیفون۔ دنیا میں صرف سویڈن ہی ایک ایسا ملک ہے جہاں گھر گھر ٹیلیفون سے کام لیا جاتا ہے اب ایک آٹومیٹک یعنی خود بخود کام کرنے والا آلہ ایجاد ہوا ہے جو اس ملک میں بہت جلد رائج ہو جائیگا۔

الارم بل۔ مستول لوگوں کو رات کے وقت اپنی جمع جتھا کی جو فکر رہتی ہے اسکو دور کرنے کا آلہ ایک شخص مسٹر مور نے ایجاد کیا ہے۔ جس کو نصب کرکے دولتمند بے فکری سے سو سکتے ہیں۔ کواڑوں کے ساتھ ایک تارگی رہتی ہے جو دروازہ کھولنے کی کوشش کرنے کے ساتھ بلند آوازیں نکالنا شروع کردیتی ہے۔ اور اس میں سے ہوا کا سخت جھونکا پیدا ہوتا ہے اور ایک برقی لمپ جو مکان کے ایک کونہ میں رکھا ہوا ہوتا ہے خودبخود جل اٹھتا ہے۔ اور الارم کی آواز ایسی تیز ہوتی ہے کہ اسکو کوئی شخص روک نہیں سکتا وہ کہتے رکتے بھی ایک گھنٹہ صرف کر دیتی ہے اور اس عرصہ میں گرد و نواح کے لوگ اور گھر والے جاگ اٹھتے ہیں خواہ ان کی نیند کیسی ہی گہری کیوں نہ ہو

سٹیفن کی سیاہی اس کا آغاز سنہ ۱۸۳۲ء میں ہوا تھا۔ مسٹر ہینری سٹیفن پہلے کیمیائی مرکبات سے اپنے اور اپنے دوستوں کے واسطے سیاہی بناتا رہا۔ اور آخرکار جب اس کو بازار میں لایا تو اسقدر بکری کی مطلق امید نہ تھی۔ مگر چونکہ پہلی سیاہی کا منجمد ہونا ایک بڑا نقص تھا جسکو مسٹر سٹیفن نے دور کیا اس لیے اس کی ساخت بہت فروخت ہونے لگی۔ حتی کہ اب اسقدر وسیع کارخانہ قائم ہوگیا ہے کہ اس میں آٹھ آٹھ ہزار گیلن سیاہی والے برتن بہم پہنچائے گئے ہیں۔

کرہ ہوائی کا آواز پر اثر۔ تحقیقات سے پایا گیا ہے کہ جو لوگ سطح سمندر سے بلند طبقات پر رہتے ہیں۔ ان کی آواز کمزور باریک اور زنانہ ہوتی ہے۔ اور جو لوگ بلند مقامات نہیں رہتے اور انہیں آکسیجن زیادہ مقدار میں دم لینے کے واسطے ملتی ہے ان کی آوازیں موٹی اور مردانہ ہوتی ہیں۔ چنانچہ سطح سمندر سے دس ہزار سے لے کر چودہ ہزار فیٹ کی بلندی پر جو رہتے ہیں وہاں مردوں کی آواز عورتوں کی طرح اور عورتوں کی آواز بچوں کی طرح اور بچوں کی آواز سرگوشی کے مساوی ہوتی ہے۔ اور جب یہ لوگ گاتے ہیں تو حسن اجنبیوں کے کان انکی آوازوں سے ناآشنا ہیں انہیں یہی معلوم ہوتا ہے کہ کہیں سے مسلسل چیخیں نکل رہی ہیں۔

سر کے بال۔ جرمنی کے ایک محقق نے اپنی تحقیقات کا خلاصہ شائع کیا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ انسان کے سر کے بالوں کا اثر بہت کچھ چہرے کی رنگت پر موقوف ہوتا ہے۔ سب سے زیادہ بال گورے آدمی کے سر پر ہوتے ہیں اس کے بعد بھورے سیاہ اور سرخ چہرہ پر ہوتے ہیں۔ مثلاً سرخ رنگ والے چہرہ کے بال نوے ہزار سیاہ رنگ کے ایک لاکھ تین ہزار بھورے رنگ کے ایک لاکھ نو ہزار اور گورے رنگ کے لاکھ چالیس ہزار ہوتے ہیں۔

کھانوں کی تعداد۔ ہوس آف کامنز کی مطبخ کمیٹی نے رپورٹ کی ہے کہ ہوس کے موجودہ اجلاس میں اکیس ہزار چار سو پندرہ دفعہ ناشتے۔ سینتیس ہزار دوسو پچپن دفعہ دوپہر کے کھانے۔ سات سو تریپن دفعہ شام کے کھانے۔ چالیس دفعہ چائے۔ اور چھ ہزار دوسو چالیس دفعہ وکلا کو دعوتیں دی گئی ہیں جنکی کل میزان ایک لاکھ ایک ہزار سات سو تین ہوتی ہیں۔

بنک کا سرمایہ بنک انگلستان کا موجودہ سرمایہ ایک کروڑ پینتالیس لاکھ پونڈ ہے۔ یہ سنہ ۱۶۹۴ء میں بارہ لاکھ پونڈ تھا۔

آمدنی کا اندازہ ہر ایک ملین (دس لاکھ) برٹش لوگوں میں سات ہزار آدمیوں کی آمدنی دوسو پونڈ سالانہ سے اوپر ہوتی ہے۔

جنگ چین کا نتیجہ اخبار جاپان میل لکھتا ہے کہ جیسا کہ ہم ایک سال پہلے لکھ چکے ہیں یہ روس ہی ہے جو مخصوص جنگ چین سے فائدہ پہونچا ہے۔

کیا خوب - ٹرنٹن واقعہ نیو جرسی میں چار سو لڑکیاں جنھوں نے عہد کیا ہے کہ کسی ایسے شخص کے ساتھ شادی نہیں کریں گی جو سخت پرہیزگار نہ ہو۔

ایکٹ انتقال اراضی - گورنمنٹ ہند نے ایکٹ انتقال اراضی پنجاب ۱۹۰۰ء کے عملدرآمد کے نتائج کی نسبت گورنمنٹ پنجاب سے سالانہ رپورٹ طلب کی ہے۔

مسند نشینی حضور لفٹنٹ گورنر پنجاب ۲۲ - اکتوبر کو سری حضور مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو گدی نشین کرینگے۔

سرحدی صوبہ جدید سرحدی صوبہ کے قائم کرنے کی نسبت منظوری حضور سیکرٹری آف سٹیٹ ہند کے اجلاس سے آگئی ہے۔ اور سرحدی آئین و قوانین بھی منظور ہو کر گزٹ ہند میں شائع ہو گئے ہیں۔

بوئر قیدی - انبالہ میں پندرہویں گورہ لانسرز کی جو بارکیں خالی پڑی ہیں ان میں ایک ہزار بوئر قیدی رکھنے کا فیصلہ ہوا ہے۔ اور پنجم ڈریگون گارڈ کا ڈیپو سیالکوٹ سے راولپنڈی تبدیل کر کے سیالکوٹ کی بارکوں میں پانچسو قیدی رکھے جائیں گے۔

ناجائز افیون ریلوے سٹیشن پھلور پر ایک پٹھان سے ایک من افیون برآمد ہوئی پٹھان نے بڑی حکمت سے مخفی رکھا ہوا تھا

اطلاع

جناب بابو محمد ابراہیم صاحب ٹھیکیدار اور سیٹھ احمدالدین صاحب قصاب کلنڈنی ملک افریقہ مشرقی سے واپس تشریف لے آئے ہیں ان کے نام کے خط و کتابت اب بمقام پسرور ضلع سیالکوٹ کے پتہ سے ہونی چاہیے۔

بیعت

١ تفضل الٰہی صاحب وکیسی نیٹر پشاور
پیگری گیٹ سرائے بابو ٹولارام
غلام احمد صاحب موضع یاڑی پورہ ڈاک خانہ کلگام - کشمیر -
کلے خانصاحب - قصبہ راجپورہ ضلع
وہرہ دون سابق مرید حویلی والی صاحب -
عبدالعزیز صاحب یاڑی پورہ ڈاک خانہ کلگام - کشمیر ملازم راجہ عطا محمد خانصاحب
مدد خانصاحب " " "
مولا بخش صاحب کلرک محکمہ صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب ضلع سیالکوٹ
سلطان علی صاحب - موضع بدوملہی ضلع سیالکوٹ -
محمد عزیز الدین صاحب طالب علم جماعت سوم مڈل سکول سوجان پور ضلع کانگڑہ پنجاب
عطا محمد صاحب " " " "
٩ مرزا اعباس علی ساکن جہلم محلہ گورنمنٹ سکول - حال شہر راولپنڈی مکان
نواب الدین صاحب کلرک پلٹن نمبر ۲۲ کالی راولپنڈی -
سید حمید صاحب کوتوال وظیفہ خوار از جالنہ چھاؤنی
شیخ مدار صاحب صوبہ دار وظیفہ خوار
امام بخش صاحب دوم مدرس سکول ڈیرہ غازی خان -
مولوی عبدالحی صاحب ساکن چندوری ضلع مونگیر - حال بھاگلپور محلہ خلیفہ باغ اسے حکیم عبدالغفور صاحب شیخپوری
محمد الدین صاحب امام مسجد - فیروزپور پنجاب میگزین وار دوارہ معہ اہلبیت واولاد -
عنایت اللہ خانصاحب - قصبہ سونا ضلع گوجرانوالہ ملک پنجاب حال وارد بھون گام مکان مولوی سید تفضل حسین صاحب تحصیلدار بھونگام - احمدی ضلع بس پوری ملک اودھ
محمد عثمان صاحب مدرس برانچ ڈیرہ غازی خان
غلام حکیم صاحب اہلمد ساکن پسرور ضلع سیالکوٹ حال اہلمد محکمہ مشیر مال - سری نگر - کشمیر
١٨ عبدالرحمن صاحب مدرس برانچ سکول ۱ ڈیرہ غازی خان -
١٩ میاں سبحان صاحب موضع سلی گام پرگنہ کھاور پارہ تحصیل سلام آباد -
عبدالرحیم صاحب گنائی ساکن فہوہر تحصیل " " " " " "
علی راتھر نمبردار مہوہر " " "
غلام احمد صاحب - ساکن قصبہ ترال تحصیل اونتی پورہ - ملک کشمیر
نواب خان صاحب - موضع ہیجیاں ضلع امرتسر حال سپاہی کمپنی ملٹری پولیس کلوئی ملک اپر برما
سید حسن شاہ صاحب - مقام گھنڈی ضلع مظفر آباد - ریاست کشمیر
عبدالحق صاحب عبدالمجید صاحب وعبدالرشید صاحب و فاطمہ فتح پور -
روحہ جھنبو خان موضع بہور ڈاک خانہ بنگہ ضلع جالندھر
سید منشی علی محمد صاحب - موضع بازید پور ضلع جالندھر تحصیل نواں شہر ڈاک خانہ راہوں
سید ابراہیم علی صاحب - ساکن ایبٹی حدید ڈاک خانہ فتح گڑہ ضلع فرخ آباد -
یعقوب خانصاحب افغان ساکن شہر جہلم حال ملازم بعہدہ ڈسٹرکٹ اسسٹنٹ سلوتری مقام دیولالی کیمپ
محمد افضل خانصاحب نائب کلرک دفتر پولیس ڈیرہ غازیخان -

بعض صاحب اپنا پورا پتہ نہیں لکھتے ان کو مناسب ہے کہ وہ اپنا پورا پتہ معہ ولدیت اور سکونت حقیقی و عارضی اور ڈاک خانہ اور تحصیل اور ضلع اور ملک اور محلہ سب کچھ لکھا کریں

سراج الحق احمدی

پریس انوار احمدیہ بمقام قادیان شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر مہتمم